

کشف الغطاء

حضرت مولانا عبدالرحمن ابوالفضل مدظلہ مؤلف کتاب ہذا دارالعلوم کراچی کے فاضل ہیں اور جامعہ رشیدیہ سہیلوال میں حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب سے حدیث شریف پڑھ چکے ہیں اس طرح وہ ایک واسطہ سے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد رشید ہیں آپ کا اس پیرائہ سالی میں یہ واقع تبصرہ انتہائی محقق ہے۔ عقیدت کی عینک اتار کر اگر حقائق اور نتائج کی روشنی میں اس تبصرہ کو پڑھا جائے تو بہت سارے حقائق منکشف ہو جاتے ہیں۔



فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمَرْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ

پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

مکتبہ بانئیں جماعت پر ایک حق عالم دین کا سیرت النور و قہر
حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب دامت برکاتہم کا تحقیقی مقالہ

کشف الغطاء

مولانا ابوالفضل عبدالرحمن مدظلہ

فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمَرْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفَرْ

پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے (ترجمہ شیخ الہند)

مکاتیب بانی تبلیغی جماعت پر ایک محقق عالم دین کا بصیرت افروز تبصرہ

حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب دامت برکاتہم کا تحقیقی مقالہ

کشف العزط

مولانا ابی الفضل عبد الرحمن رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس کتاب میں مولانا محمد الیاس دہلوی کے خطوط سے یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ ”جماعت“ روز اول سے ہی گمراہی پر گامزن تھی اور مولانا موصوف اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ مجھے اس کام کیلئے امر ہوا ہے۔ اور پھر اس امر کی تکمیل کیلئے کامل مکمل دین متین کا تیاپانچا کر کے عملاً تمام دین کو معطل کر کے عقائد میں سے اول کلمہ، عبادات میں سے صرف نماز، معاشرت میں سے اکرام مسلم اور تصوف میں سے صحیح نیت کو اپنی سکیم میں شامل کیں۔ اور اس کے رد عمل کے طور پر جماعت جہاد سے، درس قرآن سے، سیاست سے، رفاہی اجتماعی کاموں سے، علماء کرام کی تقریروں اور جلسے جلوسوں سے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے برگشتہ، متنفر ہو کر امت کا ایک عضو معطل فرقہ بن گئی ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَ مَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (۴۱، ۴۰، ۳۳) ان الذين يلحدون في آياتنا لا يخفون علينا افمن يلقى في النار خيرا من ءامنا يوم القيامة اعملوا ما شئتم انه بما يعملون بصير (۴۱، ۴۰)

ترجمہ: جو لوگ ٹیڑھے چلتے ہیں ہماری باتوں میں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں بھلا ایک جو پڑتا ہے آگ میں وہ بہتر ہے یا ایک جو آئے گا امن سے دن قیامت کئے جاؤ جو چاہو بیشک جو تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے۔

القرآن دستورنا و الرسول قدوتنا۔
قرآن ہمارا دستور ہے اور رسول ﷺ ہمارے رہبر ہیں۔

اس کتاب کی بغیر رد بدل کئے اشاعت کی عام اجازت ہے

نام کتاب:	کشف الغطاء
مصنف:	ابو الفضل عبدالرحمن فاضل دارالعلوم کراچی
اشاعت:	رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ ہجری بمطابق اگست ۲۰۱۱ء
تعداد:	۱۰۰۰
قیمت:	روپے

ناشر

دارالمعارف ورحمانیہ دارالکتب

ڈی 125 نزد رحمانیہ مسجد رحیم آباد سیکٹر A 43 کورنگی نمبر 1/2 3 کراچی 74900

واعلموا ان الجنة تحت ظلال السوف و عن انس
ان النبي ﷺ كان اذا غزينا قوما لم يكن يعزو بنا حتى يصبح
وينظر اليهم فان سمع اذانا كف عنهم وان لم يسمع اذانا
غار عليهم (متفق عليه مکتوة ص 341 عربی) عن عصام المزني قال
بعثنا رسول الله ﷺ في سرية فقال اذا رايتم مسجدا او
سمعتهم مودنا فلا تقتلوا احد رواة الترمذي وابوداود

امام ابو جعفر طحاوی فرماتے ہیں کہ ہماری ان روایتوں سے یہ امر واضح ہو گیا کہ
دعوت اسلام شروع اسلام میں تھی..... اب دعوت کی کیا ضرورت رہی اسی طرح
امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف امام محمد کہتے تھے کہ جس قوم کو دعوت اسلام پہنچ چکی ہو پھر
بادشاہ اسلام ان سے لڑنیکا ارادہ کرے تو اسکو چھاپہ مارنا جائز ہے (کتاب السیر ج ۳
صفحہ ۲۹۸ اردو ترجمہ المانی الاثار المعروف بالطحاوی)

دین اسلام کے مقابل متوازی تبلیغی جماعت کا دین

اسلام کے پانچ رکن ہیں تبلیغی جماعت کے دو رکن ہیں
اسلام میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے
اور خواست عرض والتجا ہے نہی المنکر کی ضرورت نہیں
اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ ہے دعوت ہی اصل جہاد ہے دیگر جہاد کی ضرورت نہیں
اسلام میں سیاست ہے سیاست کی ضرورت نہیں

فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر
پھر جو کوئی چائے مانے اور جو کوئی چائے نہ مانے (ترجمہ شیخ الہند)

کشف الغطاء

چھ نمبری رابوٹہ والی جماعت کے عالم یا عام کارکن جو اس کام کو سنت نبوی یا
صحابہ کرام والا جماعتی کام کہتے ہیں وہ دو حال سے خالی نہیں یا اول درجہ کے جاہل ہیں جن
کو حضور اکرم ﷺ کی مدنی زندگی کا علم نہیں یا اول درجہ کے مکار ہیں لوگوں کو دھوکا فریب
سے ایک بدعت اور احقانہ طریق کار میں مبتلا کرتے ہیں دعوت و تبلیغ ایک انفرادی عمل
ہے اور جہاد ایک جماعتی عمل ہے انفرادی عمل کو جماعتی شکل دینا اور اس کو سنت کہنا اول
درجہ کی جہالت ہے۔ علماء کرام کو احساس ہو یا نہ ہو حقیقت یہی ہے کہ ”تبلیغی جماعت
” اپنے زیر اثر کارکنوں کی دینی حمیت مفلوج کر چکی ہے اس جماعت کے کارکن ملک
و ملت کیلئے ناکارہ ہیں یہ چلتی پھرتی لاشیں ہیں جو اپنے متعفن نظریات سے اسلام کی بیخ
کئی کرتے ہیں

خطوط پڑھنے سے پہلے

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

(مکتوب) اما بعد، مشائخ و بزرگان دین اور علماء و مصلحین کے مکاتیب و
رسائل کے مجموعے قدیم زمانہ سے پائے جاتے ہیں۔ یہ خطوط ان کے دلی جذبات اور
اصلی خیالات کا آئینہ ہوتے ہیں اور بعض اوقات یہ مجموعے ان کے صحیح حالات و خیالات
اور ان کے دعوت و تحریک کے اصلی محرکات معلوم کرنے کا ان کی سوانح اور سیر کے مقابلہ
میں زیادہ مستند ذریعہ سمجھے جاتے ہیں اس لئے کہ سوانح اور سیریں دوسرے اشخاص کی

مرتب کی ہوئی ہوتی ہیں اور ان میں ان کے مصنفین کے ذوق و رجحان کا اچھا خاصہ دخل ہوتا ہے کم سے کم ترجمانی اور استنباط تمام تر مصنفین کی طرف سے ہوتا ہے اور اپنے ذوق و رجحان سے بالکل آزاد اور مجرد ہو جانا نہایت مشکل بات ہے اسلامی کتب خانہ میں خطوط کے مجموعوں کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے جو بڑی تاریخی اور علمی اہمیت رکھتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي تفرد بالجلال والعظمة والعزو
الكبير ياء والجمال وخلق الانسان لعبادة وانزل على
عبده الكتاب ولم يجعل له عوجا قيما لتتذرباسا شديدا
من لانه ويبشر المؤمنين الذين يعملون الصلحت ان الهم
اجرا حسنا والصلوة والسلام على امام المتقين وسيد
المجاهدين وعلى آله واصحابه رفعوا لواء الدين وعلى من
تبعهم من سلف هذه الامة وخلقها ممن قاتل وجاهد و رابط
وناقم في كل وقت حين

حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں نے جیسا لکھا ہے ”یہ خطوط ان کے دلی جذبات اور اصلی خیالات کا آئینہ ہوتے ہیں اور ان کی دعوت و تحریک کے اصلی محرکات معلوم کرنے کا ان کی سوانح و سیر کے مقابلہ میں زیادہ مستند ذریعہ سمجھے جاتے ہیں“ اس لئے بندہ نے مولانا محمد الیاس صاحب کی خود ساختہ تبلیغی جماعت کا جائزہ لینے کے لئے پہلے حصہ انکشاف حقیقت میں موصوف کے ملفوظات سے جماعت کی حقیقت بیان کی اب اس حصہ میں مولانا موصوف کے خطوط سے انکی تحریک کی اصلیت اور شرعی حیثیت بیان کی

جائگی اور بندہ نے التزام کیا ہے کہ مولانا موصوف کا خط سیاق و سباق کے ساتھ پورا ذکر کر دیا جائے تاکہ یہ شکوہ شکایت نہ رہے کہ سیاق و سباق کو چھوڑ کر مطلب نکال لیا ہے (مکتوب) ہندوستان کے اسلامی دور نے اس کتب خانہ کو بڑے بڑے پیش قیمت عطیے پیش کئے ہیں ان تحائف میں دو مجموعے خاص طور پر ممتاز ہیں اور اس موضوع کی کتابوں میں ان کا مقام بہت بلند ہے ایک حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب کا مجموعہ موسوم بہ ”مکتوبات سہ صدی“ دوسرے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب کا مجموعہ ہے جو معارف و حقائق کا بڑا خزانہ ہے ”مولانا محمد الیاس کی سوانح مرتب کرنے کا خیال ہوا تو ان کے خطوط و مکاتیب کی تلاش ہوئی جو ان کے جذبات و تاثرات اور ان کی دعوت اور دینی جدوجہد کے اندرونی محرکات کا مطالعہ کرنے کا سب سے مستند اور قابل وثوق ذریعہ ہے اس سلسلہ میں خطوط کا ایک اچھا خاصہ مجموعہ دستیاب ہوا۔“ خود خاکسار راقم الحروف کو مولانا نے بڑے مفصل طویل اور پر زور اور پُر اثر خط لکھے تھے جن میں سے بعض بعض مختصر رسائل کے برابر تھے، انھیں کی مدت سے اور ان کے اقتباسات سے خاکسار نے رسالہ ”ایک اہم دینی دعوت“ مرتب کیا تھا جو مولانا نے حرف بحرف سنا تھا یہ معلوم کر کے راقم الحروف کو مولانا کے خطوط کی ضرورت ہے بعض دوسرے احباب نے اپنے اپنے نام کے خطوط عنایت فرمادئے تھے جن میں سے سب سے زیادہ قیمتی ذخیرہ وہ ہے جو میاں جی عیسیٰ صاحب کے نام ہے، میرے برادر محترم مولوی حکیم ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب نے ان سب خطوط کو ایک مجموعہ میں جمع کروا دیا جمع ہونے کے۔

دین کا کام کرنے لگو۔

”ان کے خطوط و مکاتیب کی تلاش ہوئی جو ان کے جذبات و تاثرات اور ان کی دعوت اور دینی جدوجہد کے اندرونی محرکات کا مطالعہ کرنے کا سب سے مستند اور قابل وثوق ذریعہ ہے“ مولانا موصوف کو اور انکی مبتدعہ جماعت کو لوگوں کے سمجھنے میں اور خاص طور پر علماء کرام کو اس کے متعلق جو مغالطہ رہا اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ ملفوظات، مکتوبات اور جماعت کے متعلق تحریری مواد نہیں تھا یہ تمام معلومات مولانا موصوف کی وفات کے بعد منظر عام پر آئی۔ اور اس لئے اس دور کے اکابرین میں سے تو کوئی نہ جماعت میں شامل ہوا اور نہ کسی نے تائید کی بلکہ سمجھانے کی کوشش کی خود مولانا محمد الیاسؒ کو آخری دم تک یہ شکاک رہی کہ عالم حصہ نہیں لیتے ہیں۔ جیسا کہ مولانا محمد منظورؒ سے فرمایا ”کچھ نہیں ہے بس تم ہی لوگوں کا بیمار ڈالا ہوا ہوں تم راہی ستایا ہوا ہوں تم آ جاؤ دین کا کام کرنے لگو، انشاء اللہ اچھا ہو جاؤ گا“ قصہ مختصر مولانا نے میرے ہاتھ اس وقت چھوڑے جب میں نے وعدہ کر لیا ”ملفوظات صفحہ ۷۷۔ اس ملفوظ سے تین امور بالکل واضح ہو جاتے ہیں کہ علماء کرام کی عدم شرکت کو اپنی بیماری کا سبب سمجھتے تھے اور یہ واضح ہے کہ یہ عدم شرکت مولانا محمد یوسفؒ اور مولانا انعام الحسن کے ابتدائی دور تک باقی رہی۔ البتہ پندرہویں صدی کے شروع میں دینی مدارس کی کثرت اور علماء کرام کی کثرت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سادہ لوح اور کم فہم نئے فارغ شدہ اور کچھ بے روزگار علماء کرام کو حرص، تحریص اور کچھ مالی فوائد کا لالچ و کیر اپنے جال میں پھانسنے میں ضرور کامیاب ہو گئے ہیں اور اس تحریکی جماعت نے ایک چال اور چلی کہ جہاں موقع ملا اہل حق کی مساجد پر قبضہ کرنا شروع کر دیا اور کچھ مدرسے بھی بنائے تاکہ دام میں گرفتار علماء کرام کو ”کام“ پر لگا دیا

جائے۔ مساجد پر قبضہ اور مدرسہ کی تعمیر سے انکا یہ مقصد پورا ہو جائے کہ کھیر سے حق کی آواز نہ اٹھے اور انکو خام مال ملتا رہے۔

دوسری بات پر ذرا غور کریں مولانا محمد منظورؒ کو فرماتے ہیں ”تم آ جاؤ اور دین کا کام کرنے لگو“ کیا مولانا محمد منظورؒ صاحب مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب اور ابو الحسن علی میاں ندوی دین کا کام نہیں کرتے تھے اور اسی طرح دوسرے اہل علم جو مولانا موصوف کی مختصرہ مبتدعہ جماعت میں شامل نہیں تھے وہ موصوف کے نزدیک دین کا کام نہیں کرتے تھے۔ آج علماء کرام کو شکاکیت ہے کہ تبلیغی کارکن مدرسہ اور خانقاہ اور مقررین و غظلیں کے کام کو دین کا کام نہیں سمجھتے جن مدارس میں فضائل اعمال پڑھی جاتی ہے وہاں یہ بسترہ بند جماعت کے افراد کہتے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ فلاں مدرسہ میں بھی دین کا کام ہونے لگا ہے۔ یہ قصور ان ان پڑھ مبلغوں کا نہیں بلکہ یہ ذہن سازی مولانا محمد الیاسؒ کی اختراع ہے وہ اس خود ساختہ کام ہی کو دین کا کام سمجھتے تھے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں اسلامی مخلوق کی آفات کی دفعہ۔

”میں جناب محمد ﷺ کی روح پاک کو اپنی اس سکیم کے زندہ ہوئے بغیر بے چین پارہا ہوں۔ اور اس وقت دنیا میں مذہب کی تازگی اور تمام دنیا کی اسلامی مخلوق کی بلاؤں اور آفات کا دفعہ مجھے کھلی آنکھوں سے اپنی اس تحریک کی تازگی میں منحصر نظر آ رہا ہے اور کچھ اللہ جل جلالہ عم نوالہ کی طرف سے اس کی نصرت اور تائید کی کھلی آیات نظر آرہی ہیں اور امیدیں بہت اچھی کامیابی کی سرسبز یوں سے شاداب ہیں۔ میں اس امر مبارزت و مسابقت کرنے والوں کیلئے خوش نصیبی اور سعادت کا بہت ہی بڑا حصہ نمایاں دیکھ رہا ہوں لیکن کھلی رغبت کے ساتھ مبارزت و مسابقت کرنے والے بہت ہی کم ہیں

“(دینی دعوت صفحہ ۲۳۸)

گمراہی کا اکابر کا علم نہ ہو سکا۔

ایسے گمراہ کن نظریات کا آپ کی زندگی میں اکابر کو علم نہ ہو سکا ورنہ علماء حق اسی وقت اپنی برات کا اعلان کر دیتے۔ اس مکتوب سے مولانا موصوف کی یہ گمراہی تو بالکل واضح ہو گئی کہ موصوف اپنی تحریک کے سوا کسی دینی شعبہ کی، مدارس کی اور کسی دینی ادارہ کی بالکل اہمیت نہیں۔ آپ مولانا موصوف کی جہالت کا اندازہ لگا ہیں کس قدر وثوق سے لکھتے ہیں ”اور اس وقت دنیا میں مذہب کی تازگی اور تمام دنیا کی اسلامی مخلوق کی بلاؤں اور آفات کا دفیعہ مجھے کھلی آنکھوں سے اپنی اس تحریک کی تازگی میں منحصر نظر آ رہا ہے“ ایسی گمراہ کن بات کون لکھ سکتا ہے وہی شخص لکھ سکتا ہے جس کو قرآن و حدیث اور اسلامی احکام کا علم نہ ہو اپنے بارے میں خواب و کشف کے خیال میں مدہوش ہو ورنہ ہوش و حواس میں انسان ایسی بات نہیں کر سکتا ہے اپنے متعلق ایک گمراہ کن دعویٰ ملاحظہ فرمائیں ”یہ کام اس زمانے کے لئے کشتی نوح ہے جو اس میں آ گیا وہ محفوظ ہو جائے گا۔ اور جو اس سے جدا رہا اس کی حفاظت کی کوئی شکل نہیں“ (تبلیغی کامقامی کام صفحہ ۳۶، ۳۹۔ ناشر مکتبہ دینیات رانیوٹڈ)

اس نظریہ کے متعلق علماء کرام علم ہی نہ ہو سکا کیونکہ علماء کرام کا مولانا محمد الیاس کی اس تحریک سے کوئی تعلق نہیں تھا مولانا موصوف اس قسم کی جہالت کی باتیں اپنے ان پڑھ میواتیوں سے کرتے اور اس تحریک کا کام زبانی کلامی ہوتا تھا نشر و اشاعت کا کوئی انتظام نہیں تھا اور جب یہ جاہلانہ باتیں علماء کرام کے علم میں آئیں تو علماء کرام نے مولانا موصوف کے متعلق حسن ظن رکھتے ہوئے یہ خیال کیا کہ یہ باتیں ذمہ داروں نے اختراع

کی ہیں جیسے کے میرے مرشد شیخ استاذی مکرم محترم حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب اطال اللہ عمرہ فرماتے ہیں ”لیکن بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو لوگ دعوت و تبلیغ کے کام میں جڑے ہوئے ہیں انکا نکتہ نظریہ ہے کہ جہاد والے خانقاہوں والے مدرسوں والے مذہبی و سیاسی جماعتوں والے سب فضول ہیں انہوں نے دین کو بہت نقصان پہنچایا ہے کشتی نوح؟۔

ان کے بعض ذمہ دار تو یہاں تک کہ دیتے ہیں کہ یہ جو دعوت و تبلیغ کا کام حضرت نوح کی کشتی ہے اس میں حضرت نوح کے ساتھ اہل ایمان داخل ہو گئے وہ محفوظ رہے اور جو لوگ حضرت نوح کی کشتی میں سوار نہ ہو سکے وہ سب غرق اور برباد ہو گئے“ یہ باتیں ذمہ دار لوگ کرتے ہیں پھر چھوٹے ان کی نقل کرتے ہیں یہ کس قدر جہالت کی بات ہے۔ کئی لوگ جو ہانصے کے کمزور ہوتے ہیں وہ اشاروں سے آگے صریح الفاظ میں بھی دوسروں پر تنقید کرتے ہیں یہ حال کس کا ہے؟ یہ حال دعوت و تبلیغ والوں کا ہے جو نہ مدارس کو اہمیت دینے کو تیار اور نہ جہاد و قتال کے زعماء اور مجاہدین کو اہمیت دیدتے ہیں اور وہ نہ ہی سیاسی مذہبی جماعتوں کی ضرورت تسلیم کرنے کیلئے تیار بلکہ ان کا طرز عمل سب کی جزیں کاٹنے پر دلالت کرتا ہے“ (بحوالہ بصیرت افروز کارگزایاں۔ مولف حاجی حاکم علی۔ بحوالہ صدائے وفاق اپریل ۲۰۰۶ صفحہ ۵۵۔)

سیدی حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ العالی نے یہ ظاہر کیا ہے یہ جاہلانہ باتیں ذمہ دار لوگ کرتے ہیں حضرت اقدس کو یہ معلوم نہیں کہ یہ گمراہ کن اور جاہلانہ باتیں مولانا محمد الیاس بانی جماعت کرتے تھے اسی عدم علم کی وجہ سے علماء کرام نے

واضح طور پر اس گمراہ جماعت کی تردید نہیں کی حق گوئی علماء کرام کا شیوہ ہے اگر اکابر علماء کرام کے علم میں مولانا محمد الیاسؒ کے یہ خیالات آتے تو وہ حضرات یقیناً اپنی برات کا اظہار اور جماعت کی ضلالت کا اعلان کرتے موجودہ دور کے اکابرین مطالعہ اور تحقیق نہ کرنے کی وجہ سے ابھی تک مولانا محمد الیاسؒ صاحب کے متعلق حسن ظن رکھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں جماعت میں خرابیاں بعد میں پیدا ہوئی ہیں

(مکتوب) بعد معلوم ہوا کہ نہ صرف دعوت کے اصول و آداب اور اس کی روح و ضوابط کے لحاظ سے بلکہ اپنے بلند مضامین اور دینی حقائق کے لحاظ سے بھی یہ ایک گرانقدر ذخیرہ ہے ان خطوط سے مولانا کے یقین و اعتماد، قوت ایمانی، حیثیت اسلامی دین کی فکر مندی، بے چینی و بے کلمی، تعلق اللہ، دین کے فہم صحیح، مقاصد شریعت اور روح دین کی معرفت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ان خطوط کا لکھنے والا اپنے وقت کا عارف تھا۔ ”اور وہ دین کی جدوجہد اور ایک خاص نوع سے دین کے احیاء و تقویت کے لئے اپنے کو مامور اور ذمہ دار سمجھتا تھا“۔ بعض احباب اور برگوں نے اس مجموعہ کے اشاعت کی تحریک کی ان کی رائے میں ”اس سے اس سلسلہ کی تکمیل ہوتی ہے جو سوانح اور ملفوظات سے شروع ہوا ہے بلکہ یہ مجموعہ اس سلسلہ کی سب سے زیادہ قیمتی اور قابل اعتماد چیز ہے کیونکہ یہ براہ راست مولانا کے الفاظ اور تعبیرات ہیں اور ان مضامین اور صاحب مضامین کے درمیان کوئی واسطہ اور حجاب نہیں“۔ خاکسار کو ان خطوط کی اشاعت میں بڑا تردد تھا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ یہ مجموعہ کئی برس کی تاخیر کے بعد شائع ہو رہا ہے بڑے تردد کی چیز تو یہ تھی کہ اس مجموعہ کا سب سے بڑا حصہ اس نا اہل کے نام ہے یہ خطوط اس دور میں لکھے گئے ہیں مولانا پر دعوت طرح واضح اور متح ہو گئی تھی اور اس کا طبیعت پر سخت

غلبہ تھا۔

مولانا محمد الیاسؒ کی گمراہی کا سبب۔

مولانا محمد الیاسؒ کی گمراہی کا سبب سے بڑا سبب یہ تھا کہ ”وہ دین کی جدوجہد اور ایک خاص نوع سے دین کے احیاء و تقویت کے لئے اپنے کو مامور اور ذمہ دار سمجھتا تھا“ خواہوں اور کشفوں پر ایمان اور یقین رکھنے والے شخص نے قرآن کریم کے اہل احکامات کو بھلا دیا اور اپنی کم ہمتی اور جرات و شجاعت کے فقدان کی وجہ سے کامل مکمل دین پر عمل کرنے اور کامل دین کی دعوت دینے بجائے دین متین کا تیاپا نچا کر کے ٹکڑے ٹکڑے لوے دین کی دعوت شروع کی جس کی کل وسعت چھ باتیں ہیں مولانا محمد الیاسؒ صاحب اپنی کم علم اور ناقص فہم کی بنا پر یہ نہ سمجھ سکے کہ تکمیل دین کے بعد اس میں ترمیم و تنسیخ ناممکن ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

بایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافہ ولا تتبعوا خطوات الشیطن انه لکم عدو مبین (۲۰۸: ۲)

ترجمہ۔ اے ایمان والو داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے اور مت چلو قدموں پر شیطان کے بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت مولانا شیخ الہند محمود حسنؒ لکھتے ہیں:- پہلی آیت مومن مخلص کی مدح فرمائی تھی جس سے نفاق کا ابطال منظور تھا اب فرماتے ہیں کہ اسلام کو پورا پورا قبول کرو یعنی ظاہر اور باطن اور عقیدہ اور عمل میں صرف احکام اسلام کا اتباع کرو یہ نہ ہو کہ اپنی عقل یا کسی دوسرے کے کہنے سے کوئی حکم تسلیم کر لو یا کوئی عمل کرنے لگو اس سے بدعت کا قلع قمع مقصود ہے کیونکہ بدعت کی حقیقت یہی ہے کہ کسی

عقیدہ یا کسی عمل کو کسی وجہ سے مستحسن سمجھ کر اپنی طرف سے دین میں شمار کر لیا جائے مثلاً نماز اور روزہ جو کہ افضل عبادات ہیں اگر بدوں حکم شریعت کوئی اپنی طرف سے مقرر کرنے لگے جیسے عید گاہ میں عید کے دن نوافل کا پڑھنا یا ہزارہ روزہ رکھنا بدعت ہوگا۔

خلاصہ ان آیات کا یہ ہوا کہ اخلاص کے ساتھ ایمان لاؤ اور بدعات سے بچتے رہو۔ تفسیر عثمانی صفحہ ۴۰

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اس آیت کے ضمن میں اپنی تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں آیت کی تفسیر ملاحظہ فرمانے سے معلوم ہوا ہوگا کہ بدعت پر کس درجہ ملامت و مذمت و رد و انکار فرمایا گیا ہے اور حدیثوں میں اس سے زیادہ صاف الفاظ میں سخت سخت وعید آئی ہیں اور واقع میں اگر غور سے کام لیا جائے تو بدعت ایسی ہی مذموم چیز ہونا چاہیے کیونکہ خلاصہ حقیقت بدعت کا غیر شریعت کو شریعت بنانا ہے اور شریعت کا من اللہ ہونا ضرور اور لازم ہے تو یہ شخص ایسے امر کو جو من اللہ نہیں ہے اپنے اعتقاد میں من اللہ بناتا ہے اور دعویٰ سے من اللہ بناتا ہے جس کا حاصل اور مرجع افتراء اللہ اور ایک گونا گونا ادعاء نبوت ہے سو اس عظیم و ثقیل ہونے میں کیا شبہ ہے یہ تو شاعت ہے اس کی حقیقت کے اعتبار سے اور آثار کے اعتبار سے ایک بڑی شاعت اس میں یہ ہے کہ اس سے توبہ کمتر نصیب ہوتی ہے کیونکہ جب وہ اس کو مستحسن سمجھ رہا ہے تو توبہ کیوں کرے گا البتہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس جہل سے نجات بخش دیں کہ اس کی نظر میں وہ استحسان مبدل باستحسان (کسی کو قبیح سمجھنا) ہو جائے تو اور بات ہے اور پھر توبہ سہل ہے افسوس اس بلاے بدعت میں بکثرت مبتلاء ہیں بہت سے ان میں عابد زاهد تارک دنیا بھی ہیں مگر برکات سنت سے محروم ہیں (جیسے مولانا محمد الیاس اور انکی جماعت بدعت سیہ میں مبتلاء ہو گئی ہے

۔ مولف)

اسلام کو صرف عبادت تک منحصر کرو یا۔

معارف القرآن میں اس آیت کے ضمن میں استاذی مکرم حضرت مفتی شفیع صاحب ایک تنبیہ کے تحت لکھتے ہیں۔ اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی تنبیہ ہے جنہوں نے اسلام کو صرف مسجد اور عبادت کے ساتھ مخصوص کر رکھا ہے معاملات اور معاشرت کے احکام کو گویا دین کا جز ہی نہیں سمجھتے اصطلاحی دیداروں میں یہ غفلت عام ہے حقوق و معاملات اور خصوصاً حقوق معاشرت سے بالکل بیگانہ ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان احکام کو وہ اسلام کے احکام ہی یقین نہیں کرتے نہ ان کے معلوم کرنے یا سیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں نہ ان پر عمل کرنے کا نعوذ باللہ کم از کم مختصر رسالہ آداب معاشرت حضرت سیدی حکیم الامت کا ہر مسلمان مرد و عورت کو ضرور پڑھ لینا چاہیے۔ (معارف القرآن جلد اول صفحہ ۴۹۹)

بدعت کی پہچان:-

بدعت ایک پیچیدہ مسئلہ بن گیا ہے بدعت کی تعریف تو ہر عالم جانتا ہے لیکن اسکا اطلاق اور منطبق کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے ہر فرقہ بدعت کی مذمت کرتا ہے جو فرقہ سر سے پاؤں تک بدعات میں دھنسا ہوا ہے اور بدعت کی دلدل میں غرق ہے وہ بھی بدعات کی مذمت کرتا ہے برائیاں بیان کرتا ہے لیکن اپنی بدعات کو حسنات شمار کرتا ہے مثلاً بندہ نے شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق خیر المدارس والے سے ایک بار کہا کہ آپ کا مدرسہ آجکل بدعات میں بہت ملوث ہے تو حضرت نے فرمایا کیا ہمیں بدعت کی تعریف نہیں آتی؟ بندہ نے کہا تعریف تو یقیناً آتی ہے لیکن اسکا اطلاق نہیں آتا مثلاً رابیونڈ والی

بستر بند جماعت کی آپ حمایت کرتے ہیں جو بدعتی جماعت ہے اور دین کی (بقول سیدی مرشدی مولانا سلیم اللہ خان صاحب) جڑیں کاٹ رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ کو معلوم نہیں یہ جماعت بدعت میں مبتلا ہے۔ بدعت کی اچھی پہچان کے لئے ”براہمن قاطعہ“ حضرت مولانا غلیل احمد محدث سہارنپوری کی بہترین کتاب ہے اس کتاب کے متعلق حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ ضریحہ فرماتے ہیں ”اگر کوئی شخص براہمن کو اول سے آخر تک بتدبر دیکھے تو باب بدعات میں اسکو کوئی شبہ نہ ہو کیونکہ اس کے مولف نے اس باب میں سعی بلیغ کی ہے جزاۃ اللہ خیرا“ تذکرہ الرشید جلد اول

صفحہ ۱۳۵

دوسری کتاب بدعت کی حقیقت معلوم کرنے کے سلسلہ میں حضرت علامہ محمد اسماعیل شہید کی کتاب ”ایضاح الحق الصریح“ بڑی عمدہ کتاب ہے اس کتاب کا اردو ترجمہ ”بدعت کی حقیقت اور اس کے احکام“ (شائع کردہ قدیمی کتب خانہ) بھی بازار میں دستیاب ہے بدعت کی حقیقت نہ معلوم ہونے کا نتیجہ ہے کہ ایک دیوبند کا فارغ شدہ عالم بدعت کا موجد بن گیا اور ایک بدعتی جماعت تشکیل دیکر امت کو ایک فتنہ میں مبتلا کر دیا اور اب یہ جماعت ایک مستقل فرقہ بن گئی امت مسلمہ کا ایک عضو معطل ہے امت کے دکھ درد میں شریک نہیں کسی فلاحی اصلاحی کام کی روادار نہیں اب تو اس جماعت کا ایک ہی مقصد معلوم ہوتا ہے جس پر بڑی تندہی سے گامزن ہے وہ یہ کہ باطل کے خلاف مزاحمت کا جذبہ ختم کرنا۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر سے اجتناب قرآن کریم کی تعلیم سے اعراض تاکہ کس جگہ سے حق کی صدا بلند نہ ہو اور سب لوگوں کو چلوں کے چکر میں ڈال کر گھومتے رہیں۔

اہل علم کوئی ساتھ نہیں تھا۔

”یہ مجموعہ اس سلسلہ کی سب سے زیادہ قیمتی اور قابل اعتماد چیز ہے کیونکہ یہ براہ راست مولانا محمد الیاس کے الفاظ اور تعبیرات ہیں اور ان مضامین اور صاحب مضامین کے درمیان حجاب اور کوئی واسطہ نہیں۔“ ”یہ خطوط اس دور میں لکھے گئے تھے کہ مولانا پر دعوت پوری طرح واضح اور متحج ہو گئی تھے اور اس کا طبیعت پر سخت غلبہ تھا اس وقت اہل علم میں سے کوئی متوجہ نہیں ہوا تھا اور نہ مولانا کو کوئی ایسا شخص ملتا تھا جس سے وہ اپنے دل کی پوری بات تفصیل سے کہہ سکیں۔“

مولف مکاتیب حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ کی حضرت مولانا محمد الیاس کے پاس آمد و رفت مولانا الیاس کی وفات سے تین چار سال قبل شروع ہوئی تھی اس وقت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا علی میاں ندوی لکھتے ہیں اس وقت اہل علم میں سے کوئی متوجہ نہیں ہوا تھا اور یہ حالت مولانا محمد الیاس اور مولانا محمد یوسف کی وفات تک برقرار رہی اہل علم کے متوجہ نہ ہونے کی متعدد وجوہات تھیں لیکن سب سے اہم اور بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ یہ طریق کار اسلاف اور اکابر علماء کرام دیوبند کے خلاف تھا۔ جس کا ذکر مولانا شیخ الحدیث مولانا زکریا نے (بحوالہ حضرت مولانا عاشق الہی مرثی جو حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ اور مفسر قرآن تھے) کیا ہے۔ دوسری وجہ مولانا محمد الیاس دین کی جدوجہد اور ایک خاص نوع سے دین کے احیاء و تقویت کے لئے اپنے کو مامور اور ذمہ دار سمجھے تھے جبکہ علماء کرام تکمیل دین تمکین دین اور تدوین دین کے بعد کسی نئے طریق کو بدعت سمجھتے تھے ختم نبوت اور انقطاع وحی کے بعد کوئی مامور من اللہ نہیں ہوتا اس لئے علماء کرام اس گمراہی میں شامل نہیں ہوئے بلکہ مولانا محمد الیاس کو

سمجھانے کی بڑی کوشش کیں جس کا تحریری ثبوت اور گھر کی شہادت مولانا شیخ الحدیث زکریا کی کتاب ”جماعت تبلیغ پر اعتراضات کا جوابات“ موجود ہے مولانا زکریا صاحب نے ہزاروں خطوط کا ذکر کیا ہے ظاہری بات ہے اس دور کے اہل علم نے ایک ناجائز کام کو روکنے کی کوشش کی ورنہ جائز اور ضروری امور کو کون منع کرتا ہے

دل کا راز:-

قارئین کرام اور خاص طور پر علماء کرام اس جملہ پر غور کیجئے ”اور نہ مولانا کو کوئی ایسا شخص ملتا تھا جس سے وہ اپنے دل کی پوری بات تفصیل سے کہہ سکیں“ دین مبین ایک واضح حقیقت ہے قرآن کریم ایک مفصل اور مکمل کتاب ہے اس میں راز کی بات نہیں جو مولانا محمد الیاس کو سمجھ میں آگئی ہو اور دوسرے علماء کرام نہ سمجھ سکیں اسی دعوت و تبلیغ کے مفصل احکام قرآن و احادیث میں موجود ہیں پھر مولانا محمد الیاس کے دل کی کوئی بات تھی وہ کونسا راز، بھید تھا جو اپنے کارکنوں اور احباب سے بیان نہیں کر سکتے تھے چند نوجوان علماء کرام بھی مولانا کے پروگرام میں شامل ہو چکے تھے مثلاً مولانا احتشام الحسن، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا محمد منظور نعمانی یہ حضرات صاحب علم تھے ان سے اپنے دل کی بات کیوں نہیں کہہ سکتے تھے میرے خیال میں مولانا کو ایسے فرد کی ضرورت تھی جو رازداری سے امت مسلمہ کے افراد سے جذبہ جہاد ختم کر سکے آخر کار مولانا اس مقصد میں کامیاب ہو گئے اور چند نام نہاد عالم بطور آلہ کار میسر آ گئے مولوی عبید اللہ بلیا لوی، مولوی سید احمد خاں، وغیرہ ان اشخاص نے مولانا محمد الیاس کے مشن کو رازداری سے آگے بڑھایا۔ اور مولانا محمد یوسف صاحب جن کو اپنے والد ماجد محمد الیاس کی تحریک سے برائے نام بھی تعلق نہیں تھا امیر جماعت بننے کے بعد جذبہ جہاد ختم کرنے میں قدم بقدیم شریک

ہو گئے سوانح یوسفی صفحہ ۲۹۹، ۳۰۰ پر اسکا ثبوت موجود ہے بندہ ”انکشاف حقیقت“ میں تفصیل سے لکھ چکا ہے

(مکتوب) بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنام ابوالحسن علی

(۱)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، نامہ نامی طبیعت پر متقاضی ہوا کہ وہ مسرت کی طرف رخ کرے اور خوشی کا حصہ لے لیکن اب تک استقامت کا ناپید ہونا اور عزیمت کا عقاب ہونا اس مسرت کو ابھرنے نہیں دیتا (۱)۔

مولانا الحکیم! کوئی اندرونی متقاضی ہے کہ میں کچھ لکھوں، اور اپنی، بیچ مدانی اور اپنی پراگندہ زبانی، کدورت خاطر اقدس کے ذریعے کسی مضمون کے آغاز سے مانع ہے، اگر کوئی مضمون تحریر میں آجائے اور جناب کی موزونیت طبع اس میں بہترین معنی نہ ڈال سکے تو اس کی عیب پوشی فرمادیں۔

(۱) خاکسار مکتوب الیہ (ابوالحسن علی) نے اپنے عریضہ میں لکھنؤ کے جوار میں تبلیغی کام کے آغاز کی اطلاع دی تھی اور استقامت و عزیمت کی کمی کی بھی ساتھ ساتھ شکایت کی تھی سطور بالا میں انھیں دونوں چیزوں کی طرف اشارہ ہے امر بالمعروف کی تارک:-

مکتوب بنام ابوالحسن علی صاحب اس طویل خط میں مندرجہ ذیل نکات قابل توجہ اور لائق غور ہیں:- ”لیکن اب تک استقامت کا ناپید ہونا اور عزیمت کا عقاب ہونا اس مسرت کو ابھرنے نہیں دیتا“۔ مولانا موصوف نے خود عزیمت کا طریق ترک کر کے

رخصتوں پر عمل پیرا ہوئے جب خود صاحب عزیمت نہ ہو اوروں سے عزیمت امید رکھنا ایک عبث عمل ہے ترک عزیمت کا ثبوت حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "من رای منكمن منکر ا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فیلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان او کما قال الصحیح المسلم"

کتاب الایمان جامع ترمذی جلد ۱، ۲۸۶

اس جماعت کا وضع کردہ اساسی، بنیادی اصول یہ ہے کہ منکرات سے تعارض نہ کیا جائے جو عزیمت کے عین منافی ہے نیز امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جماعت کے چھ نمبروں میں شامل نہیں اور اس کے متعلق کا قاعدہ تفصیل موجود ہے مولانا انعام الحسنؒ کہتے ہیں کہ ہم نہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں اور نہ ہم اس کے مکلف ہیں۔ (ماہنامہ البیور یہ حضرت جی نمبر) جو جماعت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تارک ہو وہ تبلیغی جماعت اور خیر امت کیسے ہو سکتی ہے قرآن حکیم میں امت کی امتیازی شان بتلائی گئی۔ کنتم خیر امتہ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر و تو منون باللہ

ترجمہ:- تم ہو بہتر امت امتوں سے جو بھیجی گئی عالم میں۔ حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔

اس جماعت کے عام کارکنوں کا تو ذکر ہی کیا اس جماعت میں شامل علماء کرام بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مفہوم اور مطلب سے ناواقف ہیں یا دانستہ طور پر غلط مطلب بیان کرتے ہیں اور اس جماعت کے کام کو اس آیت کا مصداق بتلاتے ہیں۔ مولانا محمد عمر پالنہوی کہتے ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بہترین طریقہ اخلاق

اور محبت کے ساتھ میل جول رکھنا ہے اخلاق کا بے انتہاد باؤ ہوتا ہے (سوانح مولانا محمد عمر پالنہ پوری صفحہ ۱۹۱) منکرات کے متعلق خود بانی جماعت مولانا محمد الیاسؒ کا باطل نظریہ صریحاً نصوص کے خلاف ہے۔ ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں "مولانا کے نزدیک صحیح طریقہ یہ تھا کہ ان منکرات سے بحالات موجودہ براہ راست تعرض نہ کیا جائے بلکہ ایمانی شعور اور دینی احساس بیدار کیا جائے اور معروفات کی تکثیر و ترویج کی جائے مولانا (محمد الیاسؒ) مقامی و جزئی اصلاح کی قائل نہ تھے وہ فرماتے تھے کہ دور سے فضا بدلتے ہوئے اور معروفات پھیلاتے ہوئے آؤ یہ منکرات آپ اپنی جگہ پر بغیر کسی جھگڑے کے منسحل ہو جائیں گے۔ معروفات کو جتنا فروغ ہوگا منکرات کو زوال" (دینی دعوت صفحہ ۲۵۱)

نہی عن المنکر سے اعراض:-

مولانا موصوف کا یہ خیال عقل اور نقل کے خلاف ہے مولانا محمد الیاس کے خیال کی بنیاد پر تبلیغی مقررین ایک بڑی پر فریب مغالطہ انگیز مثال بیاں کرتے رہتے ہیں کہ تاریکی، اندھیرا کے خلاف ڈنڈا لیکر اندھیرے کے پیچھے پڑنے سے اندھیرہ ختم نہیں ہوگا، بلکہ ایک موم بتی یا چراغ جلا دو اندھیرہ خود بخود بھاگ جائیگا بادی نظر میں مثال ٹھیک نظر آتی ہے لیکن ان عقل کے اندھوں کو یہ معلوم نہیں کہ یہ مثال وہاں درست ہے جہاں چراغ کے بجھانے سے حفاظت موجود ہو کیا جہاں اندھی کے جھکڑ چل رہے ہوں تاریکی اور ظلمات کا طوفان برپا ہو وہاں ایک موم بتی اور چراغ کیا کریگا۔ برے اور گندے معاشرے میں نیکی پھل پھول نہیں سکتی ہے صاف ستھرے مکان میں خوشبو کا ایک قطرہ ماحول کو معطر کر دیا اسکے برعکس گندگی کے ڈھیر پہ ایک بوتل عطر کی چھڑکنے سے بھی کچھ فرق نہ پڑے گا بلکہ عطر ضائع ہو گیا یہی مثال نیکیوں کی ہے اچھی خوراک تندرست جسم

کیلئے مفید ہے بیمار جسم جسکا معدہ خراب ہوا اچھی غذا ضائع بلکہ نقصان دہ ہو سکتی ہے یہ ایک ایسا واقعی اور بدیہی امر ہے سوائے تبلیغی احمقوں کے ہر سوجھ بوجھ والا انسان اس بات کو تسلیم کرے گا اور اسلام کا تو مزاج ہی یہی ہے اسلام کا تو کلمہ ہی باطل الہ کی نفی مقدم ہے۔

(مکتوب) من ستر مسلمتہ استرہ اللہ یوم القیامتہ من رای عورۃ

لسترھا کان کمن احیا مؤزۃ کمانی ابی داود۔

حضرت مولانا اکبر م! آدمی کو اپنے وجود میں جو نسبت حق تعالیٰ کے وجود سے ہے، خواہ وہ ذات میں ہو یا صفات میں ہو، یا دیگر عطیات میں ہو ظاہر ہے کہ اس کے یہاں کے مقابلہ میں جو کچھ اس کے پاس ہو جائے کچھ بھی نہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو کچھ اس کو عطا ہوا ہے اور بھی باعتبار اس کی اپنی اصلی حالت کے جو کہ منی ہے وہی ضعف اور گندگی اللہ کے قبضہ اور طہارت کے مقابلہ میں ہر وقت باقی ہے اور استحقاق کے بہت ہی کچھ اور بہت زیادہ ہے سوا اگر اپنی کوشش اور سعی میں دونوں حالتوں کی ہم وزن رعایت کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد اور کوشش جاری رکھے تو یہ ضعیف انسان جس قدر ترقی پاسکتا ہے وہاں تک کوئی تقریر یا تحریر یا کسی ذکی الطبع انسان کی روحانیت پروا نہیں کر سکتی انسان کی محرومی و ناکامیابی و خضبت و خسران کا باعث ان دونوں حالتوں کی مناسبات کی عدم رعایت ہے، یا یہ کہ حق تعالیٰ کے خزانہ میں دہش کی جتنی گنجائش ہے اس کے مناسب مزید طلب اور اس کے مناسب جہد نہیں کرتا، بلکہ جو کچھ اس کو مل چکا ہے اس پر اسی طرح بس کرتا ہے، جیسے خدا کے خزانے میں اور کچھ نہ رہا ہو اور کبھی آگے کی کوشش اب تک دئے ہوئے کے شکر سے خالی ہوتی ہے اور جو چیزیں اس کو حاصل نہیں ہیں ان کی حرص، بلا استحقاق، عطیات سابقہ کے

”سوا اگر اپنی کوشش اور سعی میں دونوں حالتوں کی ہم وزن رعایت کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد اور کوشش جاری رکھے تو یہ ضعیف انسان جس قدر ترقی پاسکتا ہے وہاں تک کوئی تقریر یا تحریر یا کسی ذکی الطبع انسان کی روحانیت پروا نہیں کر سکتی“
مولانا محمد الیاس کا اپنے تفسیر طریقتہ کو جہاد قرار دینا۔

مولانا موصوف نے اپنے طریقہ کو اصلی جہاد فی سبیل اللہ قرار دیا اور جہاد ہی کے فضائل بیان کر کے عوام کو گمراہ کیا جو بعد ازاں ترک جہاد اور مخالفت جہاد جماعت کا طفرائی امتیاز (ماٹو) بن گیا۔ اصل گمراہی اور راہ سنت سے ہٹنے کی جڑ یہی ہے کہ لفظ جہاد کے معنی میں عموم پیدا کر کے اپنے خود ساختہ طریق کار کو اصلی جہاد قرار دیکر وہ تمام فضائل جو جہاد بالسیف اور قتال فی سبیل اللہ کے متعلق قرآن و احادیث میں ذکر کئے گئے ہیں انکا مصداق اس بے روح عمل اور احمقانہ طریقہ کو سمجھ لیا گیا ہے ان فضائل کا اطلاق اس جماعت پر کیسے ہو سکتا ہے جس کے متعلق جائز اور ناجائز ہونے پر اشکال ہو بدعت اور بدعت نہ ہونے پر کلام ہو بھلا اس پر منصوص جہاد اور قتال کے فضائل کے اطلاق کیسے ممکن ہے؟ عقیدت، عدم تحقیق و تفتیش اور علماء حق سے نسبت اور تعلق کی بنا پر ایک بدعت اور احمقانہ طریقہ کو تبلیغ تسلیم کر لیا گیا اور اس جھوٹ اور فریب کی طرف توجہ مبذول نہیں کی جو صبح و شام مسجد میں اور میمبر پر بولتے ہیں۔

بیدین پر عمل کرنا نہیں:-

دین کی چند جزیات پر عمل کرنا اور انہی کا پرچار کرنا اور انکو کامل مکمل دین، نبیوں اور صحابہؓ والا کام امت کی تمام خرابیوں کا علاج حضور اکرم ﷺ کے درود کا مرہم تمام

فتنوں کا علاج، حقیقی ایمان کا ذائقہ، تمام بلاؤں کا دفیعہ اور رحمت باری کا نزول، امداد خداوندی، نصرت الہی سب کچھ مولانا محمد الیاس صاحب کے نزدیک یہی کام اور مولانا کے نزدیک اس کام کو کرنے والا پچاس صحابہ کرامؓ کے برابر ثواب و اجر ملنے کا مستحق سو شہیدوں کے برابر درجہ اور اس راستہ میں کسی کی مالی مدد کی تو ستر ہزار گنا ثواب اور مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ کے نزدیک سات لاکھ اور دعوت و تبلیغ کے حضرت جی ثالث مولانا انعام الحسنؒ کے نزدیک انچاس کروڑ ایک ہل انھصول بلکہ تفریحی سفر یا آجکل کی عام زبان میں پکنک پر اجر و ثواب کی یہ فرادانی بیاں کی جاوے تو عوام کا لانا عام کی بھیڑ کیسے نہ ہوگی یہ اجر و ثواب اور دونوں جہانوں کی کامیابی کا مژدہ سن کر کم فہم عالم اور سادہ لوح عوام انکے چکر میں آکر ریٹ کے اونٹ کی طرح آنکھوں پر جہالت کا چشمہ لگا کر تمام زندگی اسی چکر میں گھومتے رہتے ہیں تبلیغی کارکن اور ان انکے علماء کرام عموماً عوام کو یہ کہہ کر دھوکا فریب دیتے ہیں کہ یہ نبیوں والا کام ہے یہ سرسبز جہنم اور مغالطہ دہی ہے اس لئے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی اس وقت کے حکمرانوں اور صاحب اقتدار لوگوں نے مخالفت کی اور جہاں تک ہو سکا ایذا رسانی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی بلکہ بعض نبیوں کو قتل تک کر دیا اور ہادی سبل خاتم رسل کی سیرت سے تو قریباً ہر مسلمان واقف ہے کہ آپ کے ساتھ اور آپکے اصحاب کے ساتھ قریش نے کیا سلوک کیا طوائف کے سرداروں نے رحمت اللعالمین ﷺ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا اس کے برعکس ان پشتارہ والے مسافروں کی ہر ملک میں آؤ بھگت ہے کوئی کافر ان کا دشمن نہیں حتیٰ کہ انڈیا کا مسلمانوں کا کٹر دشمن بال ٹھا کرے اور اسکی جماعت بھی اس جماعت کی حمایتی ہے اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں نبیوں والے کام اور پشتارہ والے کے کام میں کیا نسبت ہے؟

(مکتوب) شکر سے مانع ہوتی ہے حاصل شدہ کی شکایت رہ جاتی ہے، حق تعالیٰ کے یہاں شکایت مبعوض ہے اور طلب محمود۔ بہر حال میری معروض یہ تھی کہ یہ تبلیغ جو کچھ بھی آپ فرما رہے ہیں اس کے لئے کچھ ارکان اور کچھ شرائط ہیں جس قدر ان کی رعایتیں صحیح ہوں گی (جس کے اہم وہی دو جز ہیں جو پہلے عرض کر چکا اے) یعنی اپنے وجود اور اللہ تعالیٰ کے عطایا کی مجموعی رعایت اور مراقبہ۔) تو اس میں اس قدر خدا کی خدائی کا تماشا دیکھیں گے کہ پس ان کا کیا ذکر کیا جائے "جواب تک میرے ذہن میں دین میں کی کا باعث ہے وہ ایک ظاہر کے متعلق ہے اور ایک باطن کے متعلق ہے۔ ظاہر کے متعلق یہ ہے کہ جماعتیں بنا کر دین کی باتوں کے متعلق لکھنا چھوڑ دیا حالانکہ یہی بنیادی اصل تھی۔ حضور اکرم ﷺ خود پھرا کرتے تھے اور جس نے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا وہ بھی مجنونانہ پھرا کرتا تھا مکہ کے زمانہ میں مسلمین کی تعداد افراد کے درجہ میں تھی تو ہر فرد مسلم ہونے کے بعد بطور فردیت و شخصیت کے منفرد دوسروں پر عرض حق میں کوشش کرتا رہا، مدینہ میں مجتمعانہ و متحدانہ زندگی تھی وہاں پہنچتے ہی آپ نے ہر چار طرف جماعتیں روانہ کرنی شروع کر دیں، سو اس کا چھوٹ جانا جسم، مذہب کا چلا جانا ہے۔

الکھتہ حق اریلہ الباطل :-

ایسے ہی موقع پر کہا جاتا ہے انسان کی عجیب حالت ہے کہ جب کسی سے عقیدت کا تعلق ہو جائے تو اس کی بالکل غلط بات اور باطل نظریہ پر بھی غور و خوض نہیں کرتا جاتا ہے بلا سوچ و پچار کئے اس کو قبول کر لیا جاتا ہے اور جب ایک غلط رسم بدعت جاری ہو جاوے تو پھر عوام کیا علماء کرام بھی توجہ نہیں فرماتے اب مولانا موصوف کے بیاں سے اندازہ کریں کتنی غلط تشریح کی ہے حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تبلیغ

کی جس کو ذرا بھی دین سے واقفیت ہے وہ جانتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ مکہ میں قریش مشرکین کو دعوت ایمان دیتے اور صحابہ کرام کفار کو دعوت ایمان دیتے تھے اور مسلمان حضور اکرم ﷺ سے تعلیم حاصل کرتے تھے اور مدینہ منورہ میں آپ ﷺ جماعتیں نہیں لشکر و دعوت کیلئے کفار کے پاس بھیجتے تھے مولانا موصوف اور آپ کی گمراہ جماعت لشکر کو جماعت اور قتال کو دین کی محنت یا دین کیلئے جہد بولتے ہیں جس طرح موصوف نے اس پیرا میں یہ تاثر دیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ اس بدعتی جماعت کے گشت یا چلہ کی جماعت کی طرح پھرتے تھے اور بعد میں یہ کام چھوٹ گیا جسکو موصوف دوبارہ شروع کرنا چاہتے ہیں

جھوٹ پر حق کی ملع سازی:-

حالانکہ مسلمانوں میں علماء کرام وعظ و نصیحت کرتے ہی رہے ہیں اور کرتے ہیں اصل چیز جو چھوٹ گئی اور جس کی وجہ سے امت پر زوال آیا وہ جہاد و قتال فی سبیل اللہ ہے ترک جہاد کی وجہ سے آج مسلمان کثرت کے باوجود بے حیثیت اور بے مقدور ہیں دنیا میں کسی کتنی میں شمار نہیں اب مسلمانوں پر کفار یا کفار کے گماشتے حکمران ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کس کے لئے پھرتے تھے کیا مسلمانوں کے پاس جاتے تھے کتنا بڑا دھوکہ اور فریب ہے حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام کی تبلیغ کا نام لیکر اپنے خود ساختہ طریق کار کو ان بابرکت اصحاب کے کام کے مثل بتلائے سب سے بڑی ضلالت اور گمراہی کی جڑ یہی کہ جھوٹ پر حق کی ملع سازی اور بدعت کو سنت کا لبادہ پہنا کر جھوٹ اور بدعت کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ بانی جماعت کے نزدیک اس خود ساختہ تبلیغ کی اہمیت کا اندازہ اس قول سے لگایا جاسکتا ہے ”بانی جماعت اپنے رفقاء حج سے یہ کہتے بلکہ تاکید کرتے کہ عمرہ

اور عبادات سے زیادہ تبلیغ کا اہتمام کریں اس زمانہ (یعنی حج) اور اس مقام مقدس میں بالخصوص اس تبلیغ سے افضل کوئی عبادت اور عمل نہیں۔
(حوالہ محمد الیاس کی دینی دعوت صفحہ ۹۸۔)

کسی عمل کا دوسرے عمل سے افضل ہونا اور عبادات کی درجہ بندی کرنا اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول اللہ ﷺ کا حق ہے یہ حق کسی عالم یا مفتی کا نہیں عالم اور مفتی تو صرف قرآن و احادیث سے کسی عمل کی فضیلت بیان کر سکتے ہیں اور ظاہر نصوص میں حج کے زمانے میں عمرہ طواف، بیت اللہ اور مسجد حرام میں نماز کی جو فضیلت احادیث مبارکہ سے ثابت ہے ان کو چھوڑ کر ایک خود ساختہ طریق میں لوگوں کو مشغول کرنا جو اس مقام مقدس کے علاوہ اور زمانہ میں تمام سال کیا جاسکتا ہے یہ غلو فی الدین ہے طواف، عمرہ اور بیت اللہ کے سامنے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہونا یہ صرف اور صرف بیت اللہ ہی میں میسر آسکتا ہے دینا کے کسی مقام پر نہ طواف کیا جاسکتا ہے نہ عمرہ کیا جاسکتا ہے اور نہ نماز کی فضیلت کسی اور مقام کو حاصل ہے جبکہ یہ چلے اور گشت ہر ملک میں تمام سال کئے جاسکتے ہیں پھر کیا وجہ تھی کہ مولانا موصوف اپنے رفقاء حج کو عمرہ اور طواف ترک کروا کر اپنے خود ساختہ بدعت میں مصروف رکھنا چاہتے تھے۔

مامور ہونے کا مغالطہ:-

اصل وجہ یہ تھی کہ مولانا موصوف کو اپنے متعلق مغالطہ ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کام پر مامور کیا ہے اور اس کام کے اصول خواب میں منکشف ہوئے ہیں اور خواب نبوت کا چھیا یواں حصہ ہے اسی لئے آپ کہتے تھے ”یہ کام اس زمانے کے انسانوں کیلئے کشتی نوح ہے جو اس میں آگیا وہ محفوظ ہو گیا۔ اور جو اس سے جدا رہا اسکی

حفاظت کی کوئی ذمہ داری نہیں۔“ اتنا بڑا دعویٰ کیا ایک عالم ربانی کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ایسے دعویٰ ہمیشہ وہی لوگ کرتے ہیں جنہیں علم میں رسوخ حاصل نہیں ہوتا فہم و فراست کی کمی اور عقل نارسا کی وجہ سے الہام، کشف اور پراگندہ خوابوں کی وجہ سے اپنے متعلق غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے الہام، کشف اور خواب کی کوئی شرعی حیثیت نہیں اس اصول شریعت کو بھلا کر انکو وحی کی طرح قطعی سمجھ لیا جاتا ہے اور کام محنت اور مشقت کی وجہ سے چل پڑتا ہے تو مغالطے بڑھتے جاتے ہیں اور یہ کچھ مولانا محمد الیاس صاحب کے ساتھ ہوا۔ کام انکی توقع سے زیادہ چل نکلا۔ تو پھر مولانا صاحب کو امت کی کامیابی تمام خرابیوں کا علاج مسلمانوں کی دونوں جہانوں میں کامرانی صرف اور صرف اپنی سکیم میں منحصر نظر آنے لگی اسی وجہ سے دین کے تمام دیگر شعبے اور تمام دینی ادارے آپکی نظر میں بیچ ہو گئے اور صرف یہی کام سب کے لئے ضروری قرار پایا جس کا جا بجا آپ نے اظہار کیا ہے۔

(مکتوب) من دنای منکم منکر الیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فلبسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان ۱ او کما قال لاکمرر آں کہ اس تبلیغ کا اب تک چھوٹا رہتا ہے وجہ نہ تھا لطیف امور کی رعایت ضروری ہے، اکسار قلب اور بندش راہ پیش آنے سے پہلے ان کی رعایت کے لئے طبیعت کا انداز سے آمادہ ہونا طبیعت کا قابل احساس ہونا بڑا دشوار ہے

احباب کی خدمت میں اسلام مسنون۔

فظو والسلام

بندہ محمد الیاس عفرلہ

بقلم انعام الحسن کاندھلوی مارچ ۱۹۴۰ء

(۲)

نظام الدین

۷ اپریل ۱۹۴۰ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس سے پہلے گرامی نامہ عالی شرف فلوٹ دعوے۔

”مکرر آں کہ اس تبلیغ کا اب تک چھوٹا رہتا ہے وجہ نہ تھا۔۔۔۔۔“ اس جملہ میں مولانا موصوف نے دو غلط اور جھوٹ پر مبنی دعوے کر دیئے ہیں اللہ تعالیٰ رحم فرمائے مولانا اپنے خود ساختہ کام میں اتنے مغلوب الحال ہو گئے کہ حق اور باطل سچ اور جھوٹ کی تمیز بھی نہ رہی۔ پہلا غلط دعویٰ اب تک تبلیغ کا چھوٹا یہ غلط ہے جس کام کو مولانا تبلیغ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو احکام تبلیغ کی جائے۔ یہ کام مسلسل ہوتا رہا ہے تمام مدارس تمام خطیب تمام واعظین مقررین اور تمام صحیح مرشدین یہ کام کرتے ہیں اور کرتے رہے ہیں یہ الگ بات ہے کہ کوئی امر واقعہ کا اپنی ناقص علم کی وجہ سے انکار کر دے اس کے علاوہ تحریری طور پر بہت سے رسائل مفت روزہ ماہانہ تبلیغ کا کام سرانجام دے رہے ہیں خاص طور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ جب تک سفر کے متحمل رہے آپ واعظ فرماتے رہے اور آپ کے مواعظ حسنا سے مقبول تھے اسی وقت نقل کئے جاتے تھے اور پھر نشر کئے جاتے دو تین رسالے نکلتے ماہ نامہ نور، ماہ نامہ تبلیغ وغیرہ رسائل کے علاوہ علماء کرام کتابیں لکھتے تھے حضرت حکیم الامت کے مواعظ بتیس جلدوں میں چھپ چکے ہیں اور آپ کے ملفوظات ۳۰ جلدوں میں۔ لیکن عربی میں ایک محاورہ ہے الناس اعداء لما جہلوا۔ انسان اس کا دشمن ہوتا ہے جو نہیں جانتا۔ بد قسمتی سے مولانا کو نہ تقریر میں

مہارت تھی اور نہ تحریر کی مشق اس لئے مولانا اکثر ان دو چیزوں کی مذمت کرتے رہتے تھے۔ یہ سب کام جو اکابر کر رہے تھے تبلیغ نہیں تھی؟ آج علماء کرام کو شکاست ہے کی "تبلیغی" کارکن اپنے کام کے علاوہ دین کے کسی شعبہ کو دین کا کام ماننے کو تیار نہیں۔ علماء کرام کو اس بات کا علم نہیں کہ جب بانی جماعت کے نزدیک ان تمام شعبوں کی اہمیت نہیں تھی تو کارکنوں کا کیا تصور؟ دوسرا غلط دعویٰ "اس تبلیغ کا اب تک چھوٹا رہنا بے وجہ نہ تھا" گویا اللہ تعالیٰ کو مولانا کے پیدا ہونے کا انتظار تھا کہ ایسے لطیف امور کی رعایت کرنے والا منکر قلب پیدا ہو تو اس کو اس کام پر مامور کریں جب مولانا ہمہ صفت موصوف ظہور پذیر ہوئے تو آپ سے کہا گیا "تم سے ہم کام لیں گے" اسی خواب و خیال میں مدہوش ہو کر امت کو ایک فتنہ میں مبتلا کر کے چلے گئے۔ اب ہر باخبر شخص اس بات کا مشاہدہ کر سکتا ہے کہ اس جماعت نے لاکھوں نوجوانوں کو جہاد فی سبیل اللہ اور درس قرآن اور منکرات کو بزور بازو روکنے کی اہمیت کا جذبہ مٹا دیا ہے جماعت کی یہ برائیاں ایسی نہیں کہ ان سے صرف نظر کیا جاسکے۔

(مکتوب) از نظام الدین

۱۹۴۰ء اپریل

اسلام و علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس سے پہلے گرامی نامہ عالی شرف "مصدور" لاکر بہت دنوں تک اپنے لئے وسیلہ آخرت سمجھتے ہوئے اس کی حفاظت کرتا رہا اور مکرر سے کر رہی آنکھوں اور دل کو تسلی دیتا رہا اس کے متعلق مجھے مضمون بھی اچھے خاصے کافی لکھنے تھے اور مضمون کے کافی ہونے ہی نے دیر لگائی میں خود لکھ نہیں سکتا اور مافی الضمیر کی ادائیگی کے قابل لکھنے والا ہر وقت ملتا نہیں، مستقل خط و کتابت کا میرے پاس کوئی نظم

نہیں۔ آخر کار اب دس پندرہ دن سے دکھلا رہا ہوں، وہ خط اس زمانہ کی راہ رشد کر طرز ایسا گم ہوا کہ پتہ ہی نہیں چلتا اور مجھے بالاجمال بھی اس کا مضمون ذہن میں نہیں کہ میری اپنی یاد سے کچھ اس پر لکھ دوں مگر یہ بندہ ناچیز اس کے لئے بے ارادہ گم ہو جانے کو من جانب اللہ سمجھتا ہے کیونکہ اس میں شک نہیں کہ اس وقت وبائی مرض جو عمومی ہے وہ قول تقریر یا تحریر کی مقدار سے زیادتی ہے اور وہاں عام جو ہوتی ہے اس سے کوئی خالی نہیں ہوتا وہ زہر بلا مادہ کم و بیش ہر ایک میں ہوتا ہے اللہ نے اپنی رحمت سے اس محفوظ فرمایا۔ اللہ جل جلالہ عم نوالہ کی سنت زلیہ میں (جو ناقابل تبدیل اور غیر لائق تحویل ہے) ہدایت جہد کے ساتھ وابستہ ہے سو جہد کرتے کرتے جو چیز خود طبیعت پر منکشف ہو وہ طبیعت کی منشرح کرنے والی حقیقت

مولانا کی یادداشت اور ذہنی حالت:-

قارئین کرام خصوصاً علماء کرام خط کشیدہ پیرا بار بار پڑھیں کہ مولانا اس گرامی نامہ کو جس کو وسیلہ آخرت سمجھتے تھے جس کو مکرر سے کر رہا تھا جواب دینے کیلئے مضمون بھی سوچ لئے اور بہت دنوں تک حفاظت کی پھر گم ہو گیا۔ گم ہونا تو کوئی بڑی بات نہیں لیکن اتنا اہم گرامی نام جس کو وسیلہ سمجھا اور بار بار پڑھا پھر یہ بھی یاد نہیں رہا خط میں کیا تھا اور جواب میں مضمون سوچے تھے جو لکھنے تھے "مجھے بالاجمال بھی اس کا مضمون ذہن میں نہیں کہ اپنی یاد سے کچھ اس پر لکھ دوں مولانا لکھنے سے معذور تھے قرآن کا حکم "علیم بالقلم" فرمودش کر دیا تھا۔ پھر یادداشت ختم ہو گئی تو کیا مضائقہ اپنی غفلت سے گرامی نامہ گم کیا اور اللہ تعالیٰ پر الزام رکھ دیا کہ من جانب اللہ سمجھتا ہے عجب تماشا جناب والا کو نہ تقریر کرنا آتی تھی نہ تحریر لکھنا آتی تھی ان خوبیوں سے محرومی پر غصہ نکالتے ہوئے لکھتے ہیں "وہ قول

تقریر یا تحریر کی مقدار سے زیادتی ہے و بآ عام ہے "مزید اس میں بھی عجیب تر مولانا موصوف کا اصول و ضابطہ ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں "اللہ جل جلالہ عم نوالہ کی سنت ازلیہ میں (جو ناقابل تبدیل اور غیر لائق تحویل ہے) ای اخیرہ"

(مکتوب) "علم کو کھولنے والی طمانیت حقیقہ اور ذوق ایمان کا ذائقہ چکھا نیوالی اور دل و دماغ کو کسی ناقابل اظہار کیفیت سے محکف اور حقیقت آشنا کر نیوالی بات ہے اور جو سچی اور واقعی بات بلا جہد محض تقریر اور تحریر سے پیدا ہوئی ہو وہ محض زعم کا پیدا کرنے والا مضمون اور حقیقت کا حجاب (جس کو بزرگوں نے "العلم الحجاب الاکبر" لکھا ہے) راہ مولانا میں ایک سد سکندری ہے تو شاید وہ تحریر ایسی ہی ہوتی، بلا ارادہ جو چیز "مولیٰ کی طرف سے پیش آئے وہ ہماری صوابدید کے خلاف ہو تو ہو کرے قطعاً وہی ٹھیک ہے بہر حال اس وقت اس گرامی نامہ کے متعلق کوئی مضمون ذہن میں نہیں جو لکھوں، البتہ اتنا ذہن میں ہے کہ کچھ مضامین تھے ضرور خیر الخیر فی مآقع "بہر حال اس وقت مجھے ان چند امور کے بارہ میں لکھنا ہے جے پور کا سفر آپ کا موجودہ گرامی نامہ اندوہ کے متعلق جو کو اس وقت تلاش کرایا مگر نہ ملا اپنی یاد سے کچھ لکھوانا اس وقت ایک سفر درپیش ہے کچھ اس کے متعلق میوات کے موجودہ جذبات کی کیفیت کو منکشف کرتے ہوئے اس میں دعا اور توجہ اور ہمت اور مشورہ کی درخواست جے پور کا سفر اس سفر میں (جیسا کہ عادات البیہ ہمیشہ سے اس سفر کے اٹھنے پر جاری ہیں) اندرونی حالت تو یہ رہی جو تحریر اور تقریر میں نہیں آسکتی کہ اپنی حیثیت اپنی طاقت اور اپنی اہلیت سے بالکل الگ شریعت طریقت حقیقت گویا آنکھوں کے سامنے تھیں۔

مولانا موصوف نے علم کو منحصر کر دیا:-

ہدایت جہد کے ساتھ وابستہ ہے اور علم کو کشف اور ناقابل اظہار کیفیت سے مشروط کر دیا مولانا کا یہ مفروضہ قرآن کریم کی کئی آیات کے خلاف ہے سورۃ بقرہ کا اول رکوع میں چند ایمانی صفات بیان کر کے فرماتے ہیں "(۱) اولیک علی ہدی من ربہم و اولیک ہم المفلحون (۲) و من یحکم باللہ فقد ہدی الی صراط مستقیم (۳) ہذا بیان للناو ہدی و موعظۃ للمتقین (۴) و ان اللہ لہاد الذین امنوا الی صراط مستقیم۔" مولانا صاحب اپنے خیالات میں اتنے محو ہوتے ہیں یہ معلوم نہیں کیا لکھ رہا ہوں ذرا مولانا صاحب جملہ ملاحظہ فرمائیں "ہدایت جہد کے ساتھ وابستہ ہے" کیا ہدایت کے بغیر جہد کی کوئی قدر و قیمت ہے ہدایت مقدم ہے بلا ہدایت جہد لا حاصل ہے کیا ہند و جوگی جہد نہیں کرتے کیا انکو کشف نہیں ہوتا کیا انکو اپنے عقیدہ پر یقین نہیں ہوتا جہد بلا ہدایت صرف مشقت اور جسمانی ایذا و رسانی کے سوا کچھ نہیں ہے مولانا کے اسی غلط نظریہ نے جماعت کو ضلالت کی دلدل میں دھکیل دیا اور اب جماعت کا نظریہ بن گیا کہ نصرت الہی جہد سے منسلک ہے اور جہد سے مراد لشت اور چلے کی محنت جس کو اچھا اللہ کے راستہ کی محنت کہتے ہیں۔ آگے مولانا موصوف نے علم کا ہی صفایا کر دیا اور اپنے نادر شائعی حکم سے تمام عالموں تمام طلبہ کو حجاب اکبر میں مستور کر کے جاہل بنا دیا قارئین کرام ذرا دھیان سے غور سے مولانا اصول ملاحظہ فرمائیں "اور جو سچی اور واقعی بات بلا جہد محض تقریر اور تحریر سے پیدا ہوئی وہ محض زعم پیدا کرنے والا مضمون اور حقیقت کا حجاب (جس کو بزرگوں نے "العلم الحجاب الاکبر" لکھا ہے) راہ مولانا میں ایک سد سکندری ہے" مولانا کا یہ نظریہ قرآنی نصوص کے

بھی خلاف ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "وَلَقَدْ يَسْرْنَا الْقُرْآنَ لِلذَّكَرِ فَهَلْ مِنْ مَذْكَرٍ" آیت مذکورہ چار بار ذکر کی ہے "فَانْمَا يَسْرُنَا بِلِسَانِكَ لِبَشَرِهِ الْمُتَقِينَ وَتَسْزُرُ بِهِ قُلُومًا لَدَا" فَانْمَا يَسْرُنَا بِلِسَانِكَ لِعَلِّهِمْ يَتَذَكَّرُونَ "اب غور کریں قرآن کی سچی اور واقعی باتیں جو اللہ تبارک نے بالکل آسان بیاں فرمائی ہیں جو ایک ان پڑھ انسان گنوار دیہاتی بدو سب سمجھ لیتے ہیں اور صراطِ مستقیم پر چلنے سے ہدایت مل جاتی ہے اس کو مولانا فرماتے ہیں "جو سچی اور واقعی بات بلا جہد محض تقریر اور تحریر سے پیدا ہوئی وہ محض زعم پیدا کرنے والا مضمون اور حقیقت حجابِ راہِ مولانا میں سد سکندری ہے" قرآن کریم اور مولانا کے نظریہ میں کھلا تضاد ہے عقیدت کا چشمہ لگائے بغیر تو مولانا موصوف کے خیالات سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا ہے البتہ عقیدت کی کرشمہ سازیاں ہیں مولانا کو کیا سے کیا بنادیا؟

نا خدا	کو	کیوں	سمجھتے	ہیں	خدا
کس	قدر	ہے	ذہین	بہکا	ہوا
کہہ	رہے	ہیں	چھاؤں	تپتی	دھوپ کو
ملک	کے	دانشوروں	کو	کیا	ہوا

(مکتوب) "مکتب کے بارے میں ایسی کش کش کی میں رائے رکھتا ہوں کہ اس کو بغیر تفصیلی گفتگو اور صحبت کے زبان سے نکالنے کو میرا جی نہیں چاہتا میری دلی رغبت و خواہش یہ ہے کہ اس میں جلدی نہ کی جائے کیونکہ مکتب جس قدر جذبات سے چل سکتی ہے وہ ابھی بہت بعید ہے ابھی ایک طویل مدت تک صرف اسی تبلیغ پر اقتصار کر کے استقامت اور ترقی فرماتے رہیں استعداد عمومی جب پیدا ہو جائے اور اسلام کی رغبت پر

کم سے کم کچھ ترقی کرنے لگیں تو اللہ چاہے تھوڑی کوشش میں بہت سے مدارس ہو سکیں گے بہر حال میری رائے میں ابھی قبل از وقت ہے "ع" کہ تعجیل کا رشا طین بود "ہر امر میں رفیق اور تانی محبوب رحمانی ہے" حضرت عالی نے جو کچھ بھی ترکیب اپنے تبلیغ کے لئے نکلنے کی لکھی ہے یہ تفصیلی طور پر کچھ رائے زدنی نہیں ہے۔ صرف اس بارے میں دو باتیں عرض کرنی ہیں اور یہ اس امر میں اصلی چیز ہے وہ کیفیات ہیں کیفیات کے لئے تحریر یا کوئی تقریر۔

مکتب قائم کرنے کی شرط:-

نخط کشیدہ عبارت علماء کرام کو غور و محض کی دعوت دے رہی ہے مکتب کے بارے میں ایسا کیا راز تھا کہ زبان سے نکالنے کو جی نہیں چاہتا مولانا موصوف وہ زمانہ یاد کریں جب میوات جانے کی شرط مکتب کھولنے سے مشروط تھی مولانا ابوالحسن علی ندوی حضرت مولانا محمد الیاس اور انکی دینی دعوت میں لکھتے ہیں۔

میوات چلنے کی شرط:-

آپ مریدین اور معتقدین کے حلقہ میں کسی شیخ اور اس کے جانشین کے جانے کے وہ معنی بھی سمجھتے تھے کہ بلانے اور لے جانے والوں کے ذہن میں عام طور پر ہوتے ہیں۔ آپ صرف اسی صورت، وہاں جانا چاہتے تھے کہ آپ کے جانے سے وہاں کوئی پائیدار شکل پیدا ہو جائے جس سے ملک کی اس حالت میں تبدیلی پیدا ہو اور وہ اسلام سے قریب ہو جائیں اور اس کی شکل اس وقت آپ کے ذہن میں صرف یہی تھی کہ میوات میں دینی مکاتب اور مدارس قائم ہوں اور میوات کی کم سے کم نئی نسل دین سے واقف ہو آپ نے خود بیاں کیا کہ پہلی مرتبہ چند مخلصوں نے بڑے جوش و اخلاص کے ساتھ مجھ

سے میوات چلنے کی درخواست کی تو میں نے کہا میں صرف اس شرط پر چل سکتا ہوں کہ تم وعدہ کرو کہ اپنے یہاں مکتب قائم کرو گے (دینی دعوت صفحہ ۷)

یہ شکل بہترین شکل تھی علم ہی سے انساں جہالت سے نجات پاتا ہے بچپن میں اگر بچہ نماز اور ایک پارہ دو پارے بھی صحیح تلفظ سے پڑھ لے تو تمام عمر نماز صحیح قرأت سے پڑھے گا شیطان کو سب سے زیادہ تکلیف بھی علم کے فروغ ہی سے ہوتی ہے شیطان نے مولانا موصوف کو اس بہترین راستے پہ نہ رہنے دیا سوا سبیل سے بھٹکا کر ایک ایسے احمقانہ طریقے پر تبلیغ کے نام سے لگا دیا

مکاتب کا آغاز:-

”مولانا میوات تشریف لے گئے اور آپ نے اپنی شرط کا مطالبہ کیا اور آپ کے بڑے تقاضے اور اصرار اور لوگوں کی بڑی جدوجہد سے ایک مکتب قائم ہوا اور اس طرح اس کا سلسلہ شروع ہو گیا مولانا اہل میوات سے فرماتے تھے کہ تم بچے دو معلمین کی تنخواہ میں لاؤں گا اس سفر میں دس مکتب قائم ہوئے بعض مرتبہ ایک ایک دن میں کئی کئی مکتب قائم ہوئے اور پھر بکثرت مکاتب قائم ہونے لگے یہاں تک کہ کچھ مدت بعد میوات میں کئی سو مکتب قائم ہو گئے جن میں قرآن مجید کی تعلیم ہوتی تھی“ (دینی دعوت صفحہ ۷ شائع کردہ مجلس نشریات اسلام)

غور طلب بات یہ ہے کہ مولانا محمد الیاس گوشہ گمنامی سے نکل کر اچانک سینکڑوں مکتب میوات میں قائم کرتے ہیں جبکہ اپنے مدرسہ کی حالت اور مولانا کی اپنی مالی حیثیت کے متعلق مولانا ابوالحسن علی ندوی ”دینی دعوت“ میں لکھتے ہیں ”مدرسہ کی کوئی خاص آمدنی نہ تھی جس سے آسانی کے ساتھ اس کے اخراجات پورے ہوں تو کل علی اللہ

قناعت اور اس کے متہم کی عالی ہمت اصل سرمایہ تھا بڑی جنگی اور سختی کے ساتھ گزرا ہوتی تھی کبھی کبھی فاقہ کی نوبت آ جاتی مگر مولانا کے اہلو پرہیز نہ آتا بعض اوقات اعلان فرماتے کہ آج کھانے کو نہیں ہے جس کا جی چاہے رہے اور جس کا جی چاہے چلا جائے اور اپنا کھیں اور انتظام کر لے طلبہ کی بھی ایسی ہے روحانی تربیت ہو رہی تھی کوئی جانے کو تیار نہ ہوتا بعض اوقات جنگی پھولوں (گولر وغیرہ) سے پیٹ بھر لیا جاتا طلبہ خود جنگل سے لکڑی لا کر روٹی پکاتے اور چینی سے کھاتے ”حوالہ دینی دعوت صفحہ ۳۳“

ایک سال کی رخصت:-

اور مولانا کا تقویٰ اور توکل کا معیار اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ و اعتماد کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جاسکتا ہے کہ مولانا موصوف کا اپنے سوتیلے بھائی محمد کا انتقال کے بعد یہاں انکی جگہ آنے کا ارادہ ہوا تو اپنے مدرسہ مظاہر العلوم سے ایک سال کی رخصت حاصل کی کیونکہ آپکو یہ اطمینان نہیں تھا کہ یہاں گزارہ ہو سکے گا خدا پر بھروسہ نہیں تھا اگر یہاں کام چل گیا تو ٹھیک ورنہ سابقہ نوکری ہاتھ سے نہ چلی جائے اس رخصت لینے کا مولانا کو تو فائدہ ہوا لیکن جو استاد موصوف کی جگہ رکھا وہ عارضی ایک سال کیلئے رکھا یہ باتیں ان خصوصیات کی راہ میں سنگ مرماں ہیں جو جماعت کا کام چل نکلنے کے بعد ان سے منصب کی جاتی ہیں غور طلب یہ امر ہے کہ جب مولانا کی مالی حالت آپ حضرات نے ملاحظہ فرمائی پھر یک لخت وہ خزانہ کہاں سے مل گیا کہ میوات میں کئی سو مکتب قائم کر دئے اس غیر مرئی قوت کا ضرور خیال رکھنا ہوگا جس کے بل بوتے پر ایک ایک دن میں کئی مدرسہ بن رہے تھے پھر آخر کیوں ایک منصوص بہترین عمل قرآن کریم کی تعلیم جس سے متعلق سرور عالم حاوی سبل کا فرمان ہے ”خیر کم من تعلیم القرآن او علمہ“ اور

جس کے بارے میں خود مولانا کا نظریہ پہلے گزر چکا ہے یعنی جس سے ملک میں تبدیلی ہو اور وہ اسلام سے قریب ہو جائیں اور اس کی شکل اس وقت آپ ذہن صرف یہی تھی۔
مکاتیب سے دل بھر گیا۔

کہ میوات میں دینی مکاتیب اور مدارس قائم اور میوات کی کم سے کم نئی نسل دین سے واقف ہو پھر یکا یک مولانا کا دل مکاتیب سے بھر گیا اور ایک مسنون عمل قرآن کی تعلیم ترک کر کے بڑوں کو نمازیں سیکھانے پڑھانے کی طرف متوجہ ہو گئے لیکن مولانا مستقل مزاج نہیں تھے میواتیوں کو کلمہ اور نماز سکھنے کیلئے گھروں سے نکال کر کچھ عرصہ ایسے علاقے میں رکھنے کا منصوبہ بنایا اور ایک جماعت کا اندھلہ لے گئے اس کے متعلق مولانا ابو حسن علی ندوی مولانا الیاس کی ”دینی دعوت“ میں لکھتے ہیں مولانا نے اپنے طویل تجربے اور بالغ نظری سے یہ سمجھ لیا تھا کہ اپنے ماحول اور مشاغل میں گھرے رہ کر ان غریب متواتی کا شکاروں کا دین سیکھنے کے لئے وقت نکالنا اور اس تھوڑے وقت میں جس میں ان کو کامل یکسوئی حاصل نہیں ہو سکتی ہے دین کے ایسے اثرات کو قبول کر لینا جن سے ان کی زندگی میں انقلابی اصلاح اور تعمیر پیدا ہو جائے ممکن نہیں لیکن مولانا کے نزدیک ایسا ہونا ضروری تھا مگر اس کی کیا تدبیر ہو سکتی تھی؟ مولانا کے نزدیک اس تدبیر صرف یہ تھی کہ ان کو کچھ مدت کیلئے جماعتوں کی شکل میں دین اور علم کے مرکوزوں کی طرف نکلنے پر آمادہ کیا جائے (دینی دعوت صفحہ ۸) ”پھر یکا یک کتب کے بارے میں ایسی کش مکش میں مبتلا ہو گئے کہ زبان سے نکالنے کو میراجی نہیں چاہتا“ اس کش مکش کا اندازہ آپ اس واقعہ سے بھی لگا سکتے ہیں کہ رسالہ التبلیغ صفر ۱۳۲۳ کے شمارہ نمبر ۳ میں آپ نے اور جناب عبدالوہاب کا شدیدہ غلو“ پر قابل مطالعہ وغور فکر روشنی ڈالی

دینی مدارس ختم کرتا۔

اس پر ایک واقعہ یاد آیا جس سے بھائی عبدالوہاب کا علماء اور دینی مدارس سے نفرت (دشمنی) کا خوب پتہ چلتا ہے یہ واقعہ مجھے حافظ قاری عزیز الرحمن فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور مستخرج جامعہ الازہر مصر نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ خیر پور میرس سندھ میں ایک رئیس کے یہاں بھائی عبدالوہاب رائے ونڈ والے کی دعوت تھی جس میں چند علماء کو بھی مدعو کیا گیا تھا ان میں ایک خیر پور کے مشہور عالم بدرالدین پھلیوٹو بھی تھے اور میں بھی تھا کھانے کے بعد میزبان نے حاضرین سے کہا کہ آپ حضرات ذرا توجہ فرمائیں اب حضرت (عبدالوہاب) کچھ ارشاد فرمائیں گے بھائی عبدالوہاب نے یہاں شروع کرنے سے پہلے میزبان سے پوچھا مجلس میں کوئی ایسا اجنبی شخص تو نہیں ہے جو ہمارے مزاج کا نہ ہو صاحب خانہ نے جواب دیا نہیں سب اپنے ہیں تو عبدالوہاب نے یہاں شروع کیا اور اس میں یہ کلمات کہے ”دیکھیں جب تک دینی مدارس ختم نہ ہو جائیں ہماری (تبلیغی) مشن کامیاب نہیں ہو سکتی“ اور مولانا محمد الیاس بھی فرماتے ہیں ”بہر حال میری رائے میں ابھی (مکتب مدارس) قبل از وقت ہے“ کہ تجلیل کا رشیاطین بود (ہر امر رفیق اور تانی محبوب رحمانی ہے) جب مولانا محمد الیاس کے خیال تبلیغ کے اثرات ظاہر ہونے سے قبل میں مکتب بنانا مدرسہ بنانا شیطانی کام ہے تو عبدالوہاب کا یہ کہنا ”کہ جب تک دینی مدارس ختم نہ ہو جائیں ہمارا مشن پورا نہیں ہوگا“ ظاہر ہے جب ان کے نزدیک مدرسہ بنانا شیاطین کا کام ہے تو انکو ختم کرنا تبلیغیوں کا فرض بنتا ہے

چیترا بدلا۔

لیکن جب انکی ساعی تا مسعود کامیاب نہ ہوئی تو اب انہوں نے چیترا بدلا اور

اب مدارس ختم کرنے کے بجائے مدارس کے ثمرات کو ختم کرنے کا منصوبہ روبہ عمل ہے مدارس کے ثمرات کو برباد کرنے کے تین طریقے ایجاد کئے ہیں (۱) جماعت خود اپنے مدرسے قائم کر لے اور اپنے نظریہ کے مطابق تعلیم دے اور نصاب کے چھ نمبر کے مطابق ذہن سازی ہو وہ چھ نمبر یہ ہیں (۱) جہاد سے (۲) سیاست سے (۳) اجتماعی رفاہی کاموں سے (۴) قرآن کریم کے درس سے (۵) علماء کرام کے واعظ اور تقریروں سے (۶) امر بالمعروف اور انہی عن المنکر سے برگشتہ کرنا اب ہر سمجھ دار باشعور شخص اور صاحب علم اس بات کا مشاہدہ کر سکتا ہے کہ جماعت کے مدرسوں کے فارغ عالم اور جماعت کے بچے کارکنوں میں یہ چھ باتیں بدرجہ اتم موجود ہیں (۲) دوسرے مدارس کے فاضل علماء کرام کو ترغیب تحریریں کے ذریعہ ایک سال "دین کی محنت" یا "علم" سیکھنے کیلئے جاہلوں کی قیادت میں کمر پہ بستر لا کر گھوٹیں ایک سال میں مدرسہ کی تعلیم کے اثرات مٹا کر یہ چھ نمبر ذہن نشیں کر دیں اس طرح مدرسوں کی آٹھ سالہ محنت ایک سال میں صفا چٹ کر دیں (۳) اہل حق کی مساجد یہ قنفذ کر کے برین واش عالم کا تقررتا کہ ان چھ نمبروں کے حق میں کہیں سے آواز نہ اٹھے اور انکو گمراہ کرنے کیلئے کارکن ملتے رہیں جماعت کا مقصد صرف لوگوں کو چلوں کے چکر میں گھومانا اور سالانہ انکی نمائش کرنا ہے اس طرح ملکی دولت اور افرادی محنت برباد کرنا ہے

(مکتوب) اکرام سے جزائے جزیل فرمادیں اور اس زبدہ خاندان نبوت کی اس محبت کو میرے لئے سرمایہ دارین فرمادیں خوبی ظن اللہ کے یہاں کچھ بے طرح اور بے نظیر مقبولیت رکھتا ہے اور عجیب اثرات و برکات و انوارات رکھتا ہے یہ عجیب بہل حصول اور قیمتی سرمایہ مومنین کے لیے ہے جس سے اکثر لوگ محروم ہیں مجھ ضعیف کے

لئے آپ کے اس حسن ظن کو دارین میں کار آمد فرمادیں جو بہترین سرمایہ ہے "اندلس سے طبعیت جو با ہے کہ یہ بات معلوم ہو کر کس چیز کی تحریک ہے۔ اتنی مختصر ہمیشہ کے لئے معروض ہے کہ اصل جو تبلیغ ہے وہ صرف دوا امر کی ہے اور باقی جو ہیں اس کی صورت اور شکل بٹھانے کے لئے ہیں تو وہ دو چیزیں ایک مادی ہے اور ایک روحانی ہے مادی سے مراد جو ارج سے تعلق رکھنے والی ہے سو وہ تو ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی لائی ہوئی باتوں کو پھیلانے کے لئے ملک بہ ملک اور اقلیم بہ اقلیم جماعتیں بنا کر پھرنے کی سنت کو زندہ کر کے فروغ دینا اور پائیدار کرنا ہے روحانی سے مراد جذبات کی تبلیغ یعنی حق تعالیٰ کے حکم پر جان دینے کا رواج ڈالنا جس کو اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے۔ ————— لاد ربک لایومنون حتی یحکموا فیما شجر بینہم ثم لایجد وانی انفسہم حرجا ہما قضیت و یسلمو تسلیما اپنی تحریک کا تعارف:-

اس خط میں مولانا صاحب نے اپنی تحریک کا تعارف تحریر فرمایا ہے اور مختصر طور پر پوری تحریک دو نکتوں میں بیاں کر دی۔ "کہ یہ بات معلوم ہو کہ کس چیز کی تحریک ہے اتنی مختصر ہمیشہ کے لئے معروض ہے کہ اصل جو تبلیغ ہے دوا امر کی اور باقی جو ہیں اس کی شکل و صورت بٹھانے کے لئے ہیں تو وہ دو چیزیں ایک مادی ہے اور ایک روحانی ہے مادی سے مراد جو ارج سے تعلق رکھنے والی ہے سو وہ تو ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی لائی ہوئی باتوں کو پھیلانے کیلئے ملک بہ ملک اور اقلیم بہ اقلیم جماعتیں بنا کر پھرنے کی سنت کو زندہ کر کے فروغ دینا اور پائیدار کرنا ہے" یہاں مولانا موصوف نے صریحاً اللہ تعالیٰ کے فرمان۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل و تكتسبوا الحق و انتم تعلمون

۲۰ ۳۲

اور مت ملاؤ صحیح میں غلط اور مت چھپاؤ صحیح جان بوجھ کر کے خلاف کیا ہے حضور اکرم ﷺ کی سنت کے ساتھ مولانا کی ایجاد کردہ بدعت کا کوئی تعلق نہیں حضور اکرم ﷺ لشکر لیکر کفار کو دعوت دینے جاتے تھے یا صحابہ کرامؓ کو لشکر دیکر بھیجتے تھے اس طرح بسترے اٹھا کر خالی ہاتھ فقیروں کی طرح مسلمانوں میں پھرنا اور مسجدوں میں ڈیرے ڈالنا حضور اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ اور خیر القرون میں نہیں تھا تبلیغ ایک انفرادی عمل ہے انفرادی عمل کو جماعت کی صورت مقید کرنا بدعت سیئہ ہے۔

سبلی چہ نمبر:-

لہذا مولانا کا یہ کہنا ”جماعتیں بنا کر پھرنے کی سنت کو زعمہ کر کے فروغ دینا اور پائیدار کرنا ہے“ صریحاً تلبس حق ہے مولانا کے متحدہ طریقہ کار کی سنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی نسبت نہیں۔ مولانا کے دعویٰ کو صحیح تسلیم کرنے کا مطلب پوری امت ۱۲ سو سال تک ایک سنت کی تارک ہی نہیں بلکہ جاہل رہی کسی مجتہد کسی مفسر کسی محدث کسی فقیہ کسی مورخ کو کسی ولی کسی عالم کو اس سنت کا علم نہ ہو سکا بلکہ طرفہ تماشہ تو یہ ہے کہ مولانا کو بھی قرآن و حدیث سے اس سنت کا علم نہ ہوا اور چالیس سال تک اس سے بے خبر رہے۔ پھر خواب میں مولانا کو امر ہوا۔ مولانا میں اتنی سوچ بوجھ بھی نہیں تھی کہ تکمیل دین حکمین دین اور تدوین دین کے بعد خوابوں سے دین میں نہ اضافہ ہو سکتا ہے اور نہ تنسیخ ہو سکتی ہے لیکن مولانا نے خواب کی بنیاد پر اضافہ بھی کر دیا اور تمام دین متین کو عملاً منسوخ کر کے صرف اور صرف چھ باتیں۔ کلمہ اور نماز۔ علم و ذکر علم سے مراد فضائل اعمال ہیں۔ اخلاق

میں اکرام مسلم وغیرہ یہ چہ نمبر ایجابی اور چہ نمبر سلبی ہیں جن پر راز دارنا طریقہ سے عمل کیا جاتا ہے۔ (۱) جہاد سے۔ (۲) سیاست سے۔ (۳) اجتماعی رفاہی کاموں سے۔ (۴) قرآن حکیم کے درس سے۔ (۵) علماء کرام کی تقاریر اور واعظ کی مجلسوں سے۔ (۶) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے برگشتہ کرنا متفر کرنا تاکہ باطل سے ٹکرانے کا جذبہ ختم ہو جائے۔ اب ہر سمجھ دار شخص اور صاحب علم اس بات کا مشاہدہ کر سکتا ہے کہ یہ چھ باتیں جماعت میں اور جماعت کے ذمہ داروں اور بچے کارکنوں میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ کس راز داری سے یہ مقاصد حاصل کئے کہ اکثر علماء کرام عدم تحقیق اور حسن ظن کی بنا پر سمجھتے ہیں کہ یہ بھی دین کے ایک شعبہ دعوت و تبلیغ میں مشغول ہیں اس کو کہتے ہیں بقول شاعر:-

دامن پہ کوئی چھینٹ نہ نخر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

مولانا محمد الیاس صاحب اپنے متحدہ طریق کو سنت کہہ رہے ہیں سوال یہ رہا ہوتا ہے اسلام کی دینی تاریخ میں اس مردہ سنت کا اتنے مجدد گزرے ہیں مثلاً حضرت امام غزالی، حضرت عبدالقادر جیلانی، حضرت امام ابن تیمیہ، حضرت امام مجدد الف ثانی، حضرت امام شاہ ولی اللہ اور آپ کے صاحبزادگان حضرت قاسم نانوتوی، حضرت مفتی رشید احمد گنگوہی، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہم میں سے کسی کو علم نہ ہو سکا یہ بات قابل قبول نہیں کہ اتنے بڑے بڑے عالم سنت سے بے خبر ہو اور غیر معروف عالم جس کو اس بدعت کی ایجاد سے پہلے کوئی جانتا بھی نہیں تھا۔ نہ آپ کو علم میں مہارت نہ تقریر نہ کوئی تصنیف ان کو اس سنت کا علم ہو گیا وہ بھی

خواب میں جس کی شرع میں کوئی حیثیت نہیں۔

(مکتوب) اس کی تشکیل کے طور پر ان چند چیزوں کو چھانٹ کر رکھا ہے
 اول (۱) کلمہ طیبہ جو کہ خدا کی خدائی کا اقرار نامہ ہے کہ اللہ کے حکم پر جان دینے کے علاوہ
 درحقیقت کوئی مشغلہ ہمارا نہیں ہوگا اس کے لفظوں کی تصحیح کے بعد (۲) نماز کے اندر کی
 چیزوں کی تصحیح کرنے پھر باقی علوم سیکھنے کی طرف اس وقت کو مشغول کر لینا۔ دوسرے
 نمازوں کو حضور کی جیسی نماز بنانے کی کوشش میں لگا رکھنا جب تک ویسی نہ بنالے اپنے
 کو جاہل شمار کرنا (۳) تیسرے تین وقتوں کو صبح و شام اور کچھ حصہ شب کا اپنی حیثیت کے
 مناسب ان دو چیزوں (تحصیل علم و ذکر) میں مشغول رکھنا تین چیزیں یہ ہو گئیں
 چوتھے (۴) ان چیزوں کو پھیلانے کے لئے اصل فریضہ محمدی سمجھ کر لکھنا یعنی ملک بہ ملک
 رواج دینا پانچویں (۵) اس پھرنے میں غلطی کی مشق کرنے کی نیت رکھنا جس میں اپنے ما
 علیہ کی ادائیگی کی سرگرمی ہو خواہ خالق کی طرف سے ہو یا خلق کے ساتھ متعلق ہوں کیونکہ
 ہر شخص سے اپنے ہی متعلق سوال ہوگا علم کیلئے میراجی چاہتا ہے کہ محکمہ تبلیغ سے نصاب مقرر
 کیا جائے اس سلسلہ کے ترقی پکڑ جانے پر آپ جیسے اہل علم کے مشورہ کی ضرورت ہوگی
 بالفعل میں نے نارضا طبیعت سے پانچ کتابیں تجویز کر رکھی ہیں۔ جزا الاعمال، راہ نجات
 فضائل نماز، حکایات صحابہ، چہل حدیث (مولوی زکریا شیخ الحدیث صاحب)

ایمان بنانے کے چکر میں ڈالنا۔

اللہ جل جلالہ عم نوالہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت
 علیکم نعمتی و رضیت لکم السلام دینا ۵:۳ دوسرا فرمان
 الہی یا ایہا الذین امنوا ادخلو فی السلم کافۃ تیسرا حکم الہی یا ایہا

الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان تینوں حکموں کو فراموش کر کے
 مولانا موصوف لکھتے ہیں ”اس کی تشکیل کے طور پر ان چند چیزوں کو چھانٹ کر رکھا ہے
 پھر اپنے چھ نمبر بیاں کئے بھلا کوئی اس بندہ خدا سے پوچھے تشکیل دین کے بعد آپ کو تنبیخ یا
 کانٹ چھانٹ کرنے کا حق کہاں سے حاصل ہو گیا اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو بھی یہ
 اختیار نہیں کہ کسی حکم کے نزول کے بعد اس کی تبلیغ نہ کرے یا عمل نہ کرے لیکن مولانا نے
 عملاً تمام دین معطل کر کے صرف ایک نماز رکھی اور آجکل آپ کی ایجاد کردہ جماعت مولانا
 کے عمل کو ترتیب نبوی کہتے ہیں کہ ہم آجکل کی دور میں ہیں اور کئی دور میں دو ہی چیزیں
 تھیں کلمہ کی دعوت جسکو یہ جہلاء ایمان دعوت کہتے ہیں ایمان والوں کو ایمان کی دعوت دینا
 اور انکی دعوت کو قبول کرنے والوں کو ایمان بنانے کے چکر میں ڈال کر تمام عمر گھوماتے ہیں
 لیکن ان کا ایمان کبھی بھی پایہ تکمیل کو نہیں پہنچتا ہے اس لئے کہ عبد الوہاب مولانا جمشید
 مولانا احسان الحق دجال محمد احمد بہاد پوری ابھی تک ایمان بنانے میں مصروف ہیں اور کئی
 دور سے نکل کر مدنی دور والے احکام پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ مولانا
 کے نزدیک جان دینے کا مطلب چلے میں لکھنا ہے کیونکہ قتال کے نام ہی سے انکی جان
 نکل جاتی ہے۔

(مکتوب) ضعف اور ہر طرح کی کمزوریوں کی بنا پر نہایت دشوار نظر آ رہا ہے

کہ اس حق بات کو پبلک کے سامنے کس قوت سے اظہار کر سکوں دعا فرماویں کہ اللہ ہمیں
 ہمارے حوالہ نہ کریں بلکہ خود ہی اس حق کو علما اور عملاً کھولنے میں ہماری مدد اور کار سازی
 فرمادیں ”وہ یہ کہ حق تعالیٰ مسلمین اور مسلمین کے ذریعہ عامہ مخلوق کی طرف رحمت اور
 فضل و کرم کے ساتھ محض خالص اس طرز کے سرسبز ہونے ہی کے ساتھ متوجہ ہو سکتے ہیں

ورنہ کمال قہر اور کمال لعنت اور نہایت غضب کے ساتھ اس وقت مخلوق کے ساتھ ارادہ کئے ہیں۔ اس قہر کی آگ کا پانی اس تحریک کے سوا ہر گز کچھ نہیں۔ مذہب اور شریعت اسلام کا مدار اپنی زندگی کو اور اپنی جدوجہد و مساعی کو اپنی سوا بدید اور اپنی عقل کی رسائی سے بالکل مبرا منزہ رکھتے ہوئے محض حق جل و علا کے فرمان پر اپنی جہد کی تاؤ کو دل و جان سے ڈال دیتا بس یہی مذہب کی بنیاد ہے۔ حتیٰ کہ جب کرے گا مصالح ضرور دکھا دیں گی ایک لازمی چیز ہے ”اس وقت جب یہ منفعی آکھوں کے سامنے آنے لگیں اور مصلحتیں دکھائی دینے لگیں ان مساعی کا اجر و ثواب ہزاروں گونہ کر جاتا ہے اور درو کم ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ غزوہ بدر کا واقعہ اصحاب بصیرت کے سامنے ہے کہ اس غزوہ کے بعد“
دو باطل دعوے:-

خلا کشیدہ عبارت میں مولانا نے دو باطل دعویٰ کئے جو کسی فرد کو بھی جائز نہیں ہے مولانا اس تحریک میں اتنے محو ہو گئے تھے کہ حق اور باطل کی تمیز بھی فراموش کر بیٹھے تھے مولانا کو معلوم ہی نہیں کہ اسلام کی رو سے میرے دعویٰ کتنے گمراہ کن ہیں ایک عالم سے اس قسم کے دعویٰ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے قرآن حکیم اور سنت کے علاوہ کوئی طریقہ کے متعلق دعویٰ نہیں کیا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل و کرم محض خالص اس طرز کے سرسبز ہونے ہی کے ساتھ متوجہ ہو سکتے ہیں“ اور یہ کہنا تو جہالت کی انتہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کہا جائے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ فلاں چیز کا ارادہ کئے ہوئے ہیں انسان کا علم اتنا ناقص ہے ہمارے سامنے ہمارا جیسا انسان بیٹھا ہوا ہے اسکے ارادے کا پتہ نہیں چلتا۔ اللہ تعالیٰ کیا ارادہ اب کئے ہوئے ہیں۔ انسان کی حدود و ادراک سے ماورائی ہے اور جو اس قسم کا دعویٰ کرتا ہے وہ ایک غلط دعویٰ اور اللہ تعالیٰ پہ بہتان باندھتا ہے یہ

ایسی بات نہیں کہ اندھی عقیدت کی وجہ سے ایک صریح باطل دعویٰ سے چشم پوشی کی جاسکے اور حق بیاں کرنے سے خاموش رہیں۔ البتہ اگر شرعی اصول پر غور و خوض کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مولانا کی سکیم اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والی ہے۔ کیونکہ مولانا نے ایک آفاقی دین جو دین تمام ادیان پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے آیا (خود حاکم الحاکمین کا فرمان:-

هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ
علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون .
دوسری آیت میں فرمایا:-

و قاتلوہم حتی لا تکون فتنۃ و یکون الدین للہ .

تیسری آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا اور حکم دیا:-

قاتلو الذین لاینبو منون باللہ ولا بالیوم الاخیر ولا

یدیتون دین الحق من الذین اوتوا الکتب حتی تعطوا
الجزیۃ عن یدوہم صاغروں۔

اس دین کو مولانا نے ایک راہبانہ مذہب بنا دیا ہے۔ جس دین کی کتاب

ہدایت میں جا بجا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم۔ اس حکم کو عملاً ترک کر کے التجاء

عرض اور درخواست یعنی ایک گدا گروں کا عجزانہ طریقہ اختیار کر کے گدا گروں کی طرح در

بدر گراہی کی وادی میں بھٹک رہیں ہیں خود بھی ذلیل ہوئے اور قوم کو بھی ذلت میں مبتلا کر

دیا دین کی طرف مائل افراد کو اپنے دام پر فریب میں پھانس کر دین اور دین کے اجتماعی

رفاعی اور سیاسی کاموں سے برگشتہ کر دیا مفتی محمود حسن گنگوہی کہتے ہیں کہ حضرت مولانا

محمد الیاس صاحب فرماتے تھے کہ اس وقت سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ جو دل دین کی طلب سے خالی ہیں ان دلوں میں دین کی طلب پیدا کر دی جائے اور جہاد کا مقصد بھی یہی ہے۔ جہاد یہی نہیں کہ قتال کیا جائے گو کبھی تلوار کی ضرورت پڑتی ہے۔ مگر وہ اصل نہیں۔ مقصد تو اللہ تعالیٰ کے دین کو بلند کرنا ہے کہ دین کو غلبہ ہو جائے اتنی محنت اور جدوجہد کی جائے کہ یا تو دین غالب ہو جائے یا خود ختم ہو جائے قرآن شریف میں ہے

وَمَنْ يقاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فِي يَقتُلْ أَوْ يُغْلَبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا

ترجمہ:- اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑے گا پھر خواہ جان سے مارا جائے یا غالب آجائے ہم اسکو اجر عظیم دیں گے (بحوالہ حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی اور جماعت تبلیغ صفحہ ۲۶)

مولانا محمد الیاس صاحب اپنی تحریک کا مقصد بھی یہی بیاں کرتے ہیں کہ دین سے غافل لوگوں میں دین کی طلب پیدا کی جائے اسی وجہ سے اپنی تحریک کو سب سے بڑا اور اصلی جہاد کہتے ہیں اور اس ملفوظ میں بھی فرماتے ہیں ”جہاد یہی نہیں کہ قتال کیا جائے گو کبھی تلوار کی ضرورت پڑتی ہے مگر وہ اصل نہیں“ قارئین کرام مولانا کی سوچ کا اندازہ کریں کس بے قدری سے قرآن کریم کی سینکڑوں آیات جو صرف اور صرف قتال کے متعلق ہیں کہتے ہیں وہ اصل نہیں۔ اور پھر کیسی بے پرکی ہانک دی مقصد تو اللہ تعالیٰ کے دین کو بلند کرنا ہے کیا اللہ تعالیٰ کے دین کا غلبہ ان بستر بدوش گداگروں کی طرح کوچہ گردی سے دین کو غلبہ حاصل ہوگا۔ برائیں عقل دانش بیاد گریست

(مکتوب) اس غزوہ کے بعد والوں کی مساعی گویا زیادہ ہیں مگر پہلے والوں کے

برابر درجہ نہیں ہے اور دوسری نظیر فتح مکہ ہے جس کو سورہ حدید میں صاف اتار دیا ہے لا یستوی منکم من اتفق من قبل الفتح وقاتل تو مقصد یہ کہ مذہب کو مصالح سے اس قدر بعد ہے کہ مصالح کے آنکھوں کے سامنے آچکنے کے بعد اجر و ثواب نہیں ہوتا یا کم ہوتا ہے۔ ”خلاصہ یہ کہ بندہ ناچیز اس وجہ سے پریشان ہے کہ ہمارے زمانہ زمانہ کی پریشانیوں اور آنے والے احوال کے بھوت سے پریشان تو اس قدر ہیں کہ جس کا کوئی حد و حساب نہیں میرا اندر سے ضمیر اس قدر مطمئن ہے کہ اس چیز کا سچائی کے ساتھ الشرح صدر لئے ہوئے کھلے دل سے محض اس تحریک کو فروغ دینے میں یقین کر لیں کہ حق تعالیٰ شانہ ”من کان اللہ کان اللہ لہ“ کے وعدہ کے مطابق جبکہ ہم اس تحریک میں (جس میں سراسر اسیری دین ہے) وثوق قلبی کے ساتھ اس میں اپنا علاج یقین کر کے اپنی جہدوں کو اس میں وقف کریں گے تو حق

تعالیٰ اپنے ارادہ غیبیہ کو ہماری سلامتی اور فروغ کی طرف قطعاً متوجہ فرمادیں گے اور آگے ظاہر ہے۔ واللہ یفعل ما یرید۔ تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنی ساری پریشانیوں کے دفعیہ اور علاج کے اس میں مضمر ہونے کو اس وقت ہلکے کے سامنے کس طرح کھول دوں جی چاہے ہے کہ آپ جیسے حضرات اس طرف متوجہ ہوں۔“ اس سے زیادہ کیا عرض کروں اس وقت مہمانوں کی زیادہ کثرت ہو گئی مولوی احتشام سے معلوم ہوا کہ مولوی منظور صاحب کی معیت میں

ساری پریشانیوں کا علاج:-

بقول مولانا محمد منظور نعمانی ”ان سرسری اور اتفاقی ملا توں میں میں اس سے زیادہ کچھ نہیں سمجھ سکا کہ مولانا ایک مخلص عالم دین ہیں پرانے طرز کے سیدھے اور نیک

بزرگوں کا نمونہ ہیں اور زمانہ کے تقاضوں اور اہم وقتی دینی ضرورتوں سے واقف نہ ہونیکے باوجود مسلمانوں کی دینی اصلاح کا صادق جذبہ اور سچی تڑپ اپنے اندر رکھتے ہیں بہر حال ان ملاقاتوں میں نہ میں مولانا کی شخصیت سے متاثر ہوا اور نہ میں نے ان کی دینی دعوت و تحریک کی کوئی اہمیت سمجھی“ ملفوظات مولانا محمد الیاس صفحہ ۳

نہ مولانا کی شخصیت متاثر کن اور نہ مولانا کی تحریک دینی تھی اسلئے ایک عالم مناظر اسلام نے اثر نہ لیا مولانا موصوف ناقص دینی فہم کی وجہ سے دین کو مٹانے والی سکیم کو کہتے ہیں ”جس میں سراسر سبزی دین ہے“ دین کی کامیابی ہلاتے ہیں اور اسی غلط فہمی اور ایک بدعت کو خیال کرتے ہیں ”کہ اس میں اپنا علاج یقین کر کے اپنی جہدوں کو اس میں وقف کر دیں گے تو حق تعالیٰ اپنے ارادہ غیبیہ کو ہماری سلامتی اور فروغ کی طرف قطعاً متوجہ فرمادیں گے“ ایک مہلک چیز کو تریاق سمجھ رہے ہیں اور اس ہلاکت میں مبتلا ہو کر دوسروں کو بھی اس میں مبتلا ہونے کی دعوت دے رہے ہیں اور لکھتے ہیں ”تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنی ساری پریشانیوں کے دفعیہ اور علاج کے اس میں منحصر ہونے کو اس وقت پبلک کے سامنے کس طرح کھول دوں“ یہ بات بلا خطر کہی جاسکتی ہے کہ مولانا محمد الیاس صاحب اور آپکی متحدہ جماعت کی قیادت اور اس میں شامل جہلا کی قیادت میں گھومنے والے نام نہاد علماء کرام دین اسلام اور دین اسلام کی بنیادی تعلیمات سے بالکل نا بلند اور ناواقف ہیں۔ دینی شعور سے بے خبر ہیں اور اس حقیقت کا وہ عالم جو مولانا موصوف کے ملفوظات اور مکاتیب کا بنظر تحقیق عقیدت کا چشمہ اتار کر مطالعہ کرے اور جماعت کی کارکردگی کا مشاہدہ کرے، اعتراف کریگا

(مکتوب) جواب میری سمجھ میں آیا وہ جناب کی خدمت میں روانہ کر کے وہ

نامہ سامی شیخ الحدیث کی خدمت میں روانہ کر دیا تھا۔ بندہ ناچیز بھی اس تبلیغ کے سلسلہ میں ایک تحیر کی حالت میں ہے۔ ”مغز کی بات کی اپنے میں ادا کرنے کی اہلیت نہیں“ عمل تو درکنار اور عادات خداوند یہ اہل ان کی نصرت اور رحمت اسی راستہ میں ہے جو واقعی ہے اب تک کی کوششوں کا جو خلاصہ ہے وہ ایک کافی مقدار عالم اسلام کا خیال کے درجہ میں متفق ہو جانا ہے کہ واقعی یہ اسکیم صحیح اور ایک کرنے کی چیز ہے ”اور مخالفت و شبہات کے امراض فی الجملہ ہلکے اور قلیل ہو گئے“ لیکن اس بندہ ناچیز کو جذبات کے غور کے ساتھ جو محسوس ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس خیال کی سرحد سے عملی میدان کی حدود میں سنگین جبال و منادیں حائل ہیں لہذا ان جبال و منادیں پر نظر کرتے ہوئے توجہ الی اللہ اور توکل اور دعا کے ساتھ متوجہ ہونے کی ضرورت ہے حق تعالیٰ کی نصرت عزم کے ساتھ وابستہ ہے ”واذا عزمتم فتوکل علی اللہ“ منظر کا تصور صحیح کر کے اس پر نظر رکھتے ہوئے توکل صحیح نصرت کا سبب ہوتا ہے بہر حال میرا مقصد یہ ہے کہ اس وقت کے کام کے لئے جدید عزم و ہمت کی ضرورت ہے شیخ الحدیث سے جلسہ کے موقع پر آپ کی دعوت و فد کا ذکر آیا تھا انہوں نے ارشاد فرمایا کہ رائے اور مشورہ کا درجہ تو یہ ہے کہ اول صورت انتفاع کے منتج کے لئے چند لوگوں کا مشورہ ہو جائے جن میں خود شیخ الحدیث بھی ہوں اور آپ بھی ہوں اور میاں احتشام اور یہ بندہ ناچیز بھی اور میوات کے چند پرانے تجربہ کار بھی ہوں اور باقی جن لوگوں کے ساتھ اور جتنے وقت کے لئے۔

مخالفت میں کمی ہوگئی:-

اس مکتوب میں نشان زدہ عبارت میں دو امر مذکور ہیں اول عبارت میں مولانا فرماتے ہیں ”مغز کی بات کی اپنے میں ادا کرنے کے اہلیت نہیں ہے۔“ اس اعتراف

سے مولانا کے اس دعویٰ کی تردید ہو گئی ہے کہ ”مجھے اس کام کا امر ہوا ہے“ اللہ تعالیٰ ایک نا اہل شخص کو کسی کام کرنے کیلئے منتخب نہیں کرتے اس سے معلوم ہوا وہ خیال و خواب ایک وہم کے سوا کچھ نہیں تھا۔ دوسری نشان زدہ عبارت میں مولانا لکھتے ہیں ”اور مخالفت و شبہات کے امراض فی الجملہ ہلکے اور قلیل ہو گئے۔“ اس بات کا اعتراف تو ہے کہ مخالفت اور شبہات اب بھی موجود ہیں مولانا کے خیال میں ہلکے اور کم ہو گئے ہیں اور حقائق اور نصائح کو امراض کہہ رہے ہیں یہی وجہ ہے خیر خواہوں نے سمجھنا چھوڑ دیا علمائے حق نے مخالفت نہیں چھوڑی یہ مخالفت اور شبہات اس بات کی اٹل دلیل ہے کہ یہ جماعت باطل پرگامزن ہے کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ علماء ربانی ایک دینی شرعی اور ضروری امر کی مخالفت کریں علماء ربانی حقانی کا مخالفت کرنا اس امر کا ثبوت ہے کہ مولانا کا طریقہ قرآن و حدیث کے زیر سایہ نہیں ہے۔ کوئی فرد اس بات کا تصور کر سکتا ہے کہ علماء کرام احیاء سنت کی مخالفت کریں۔

(مکتوب) آئی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے کچھ ایسے اسباب پیدا فرمادے ہیں کہ اگر دس پندرہ دن کے لئے مجتمع ہو جائے تو ان کا تبلیغ کے لئے ٹکنا ۵۰۰۶۰ کی مقدار سے ہزاروں کی مقدار کی طرف ترقی کر سکتا ہے اور اس وقت کی تھوڑی سی غفلت سے اس ٹکا لئے میں کمی ہوگی تو پھر ایسا موقع آئندہ کو بظاہر نظر نہیں آتا ”ادھر یہ بات میں سمجھتا ہوں کہ جب تک پبلک کے سامنے عملی نمونہ نہ ہو تو محض منبروں پر کی تقریر عمل پر پڑے کے لئے کافی نہیں ہو سکتی اگر تقریر کے بعد عمل پر پڑ جانے کی اسکیم نہ تو عوام کے اندر ڈھٹائی اور بے ادبی کے لفظ بولنے کی عادت پڑ جائے گی“ اس لئے میرے خیال میں اس وقت آپ اور مولوی ہدایت علی صاحب اپنے اپنے اثرات سے جتنے آدمی کو لیکر

اسکے لیکر ورنہ اپنی اپنی ذوات نفیسہ کے ساتھ جلد سے جلد میواتیوں کو فروغ دینے کے لئے یہاں تشریف لے آویں اور یہ آمد کا زمانہ کسی قدر کافی ہو اس زمانہ قیام میں پھر سفر کے لئے کسی تشکیل کا مشورہ ہو جائے گا اللہ کی ذات سے امید ہے کہ پھر اس سفر کے لئے کوئی بہترین تشکیل پیدا ہو جائے گی فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ

بقلم حبیب الرحمن ۷ مئی ۱۹۳۲ء

تقاریر کی بے قدری:-

اس نشان زدہ عبارت میں مولانا لکھتے ہیں ”ادھر یہ بات میں سمجھتا ہوں الی آخر“ یہ سمجھ بوجھ مولانا کی درست نہیں ہے منبروں پر تقاریر اتنی ضروری اور موثر ہیں پوری امت کا طریقہ اور تقریر یا اجراع ہے کہ منبروں پر تقریر ہونی چاہئے اچھی اور دلنشین تقاریر انسان کی کایا پلٹ دیتی ہیں جمعہ کے دن نماز سے قبل یا بعد میں تقریر ہوتی ہے اور جمعہ کا خطبہ بھی ایک تقریر ہی ہے جو ضروری ہے ہر دور میں بہترین واعظین اور مقررین یہ کام کرتے رہے ہیں اور اس کے اثر کا کون انکار کر سکتا ہے لیکن اس غلط نظریہ نے مولانا کی جماعت میں یہ خرابی ضرور پیدا کر دی کہ جماعت کے کارکن اپنے برین واش عالم ہوں یا جاہل بیان صرف انہی کا سنتے ہیں ان کے علاوہ کسی عالم چاہیے کتنا بڑا عالم ہو اس کا بیان نہیں سنتے ہیں۔ طرفہ تماشہ یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ تقریر کی خدمت بھی کر رہے ہیں اور اچھے مقرر علماء کی خوشامد کر رہے ہیں اور ابتداء میں جب تک جماعت کے اپنے مقررین تیار نہیں ہوئے تھے دوسرے مقررین کی تقاریر کراتے اب بھی جماعت میں اس عالم کی قدر و منزلت زیادہ ہے جو مجمع عام میں خطاب کر سکے اور انکے سالانہ نمائش میلے میں بھی اچھے

مقررین تقاریر کرتے ہیں

(مکتوب) ”آں محترم کی توجہات عالیہ سے تبلیغ کو جس قدر نفع پہنچا ہے ایک

لگنے والوں میں سے کسی سے نہیں پہنچا اللہ تعالیٰ آپ کی مقدس توجہات کو اس طرف اور زائد سے زائد مہذول فرمائے مرحومہ کے ایصال ثواب کے لئے اس کا تبلیغ سے بڑھ کر

کوئی شے نہیں ہے“ خصوصاً جب آپ جیسا صاحب علم و عمل وزہد و تقویٰ توجہ سے اس میں لگ کر کرے، مرحومہ کے ایصال ثواب کی نیت سے زائد سے زائد اس میں توجہ مہذول فرماہیں آپ کی تشریف آوری کا انتظار ہے حضرت پھوپھا صاحب حضرت چچا صاحب اور تمام متعلقین کی خدمات عالیہ میں سلام عرض کر دیں مولوی احتشام الحسن صاحب اور قریشی صاحب ایک جماعت کے ہمراہ ۲۲ دن سے بنگال گئے ہوئے ہیں

غالباً جمعرات تک دہلی پہنچیں گے توجہات عالیہ اور دعوات صالحہ کا امیدوار ہوں

لفظ والسلام بندہ محمد الیاس غفرلہ۔

۲۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء

۷۸۶

مکرم بندہ زادت مکارمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جناب کا گرامی نامہ عزیزی مولوی یوسف سلمہ کے

نام آیا جس میں تحریر تھا کہ میری تحریرات کے اقتباسات جمع کئے

چلے برائے ایصال ثواب۔

مولانا موصوف خوشامد، چاپلوسی اور جھوٹی تعریف کرنے کے فن میں یدِ طولیٰ

رکھتے تھے اب مولانا ابوالحسن علی ندوی کو پھانسنے کیلئے لکھتے ہیں کہ ”آں محترم کی توجہات

عالیہ سے تبلیغ کو جس قدر نفع پہنچا ہے اب تک لگنے والوں میں سے کسی سے نہیں پہنچا۔“ حالانکہ یہ بات واقعہ کے خلاف ہے اس لئے کہ مولانا شیخ الحدیث ذکریا مولانا احتشام الحسنؒ، وغیرہ کا جماعت کو نفع پہنچا ہے وہ حضرت علی میاں کے نفع سے بہت زیادہ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کی وجہ سے کئی عالم اس جماعت میں شامل ہوئے اور اکثر جماعت پر اعتراضات کے جوابات مولانا زکریا نے دیئے ہیں اور بہت سے مخالفین کو بھی مولانا زکریا ہی نے مطمئن کیا مولانا کے اسی قسم کے دعوئے ”مرحومہ کے ایصال ثواب کیلئے اس کا تبلیغ سے بڑھ کر کوئی شے نہیں ہے“ نے اس جماعت کو بدعت بنادیا ایک خاص طریقہ کو بلا دلیل دوسرے کا رخ پر ترجیح دینا شریعت سے تجاوز ہے اور اسی کو بدعت کہتے ہیں۔

(مکتوب) جار ہے ہیں۔ اس جملہ سے بڑی خلش ہوئی کیونکہ میں پہلے عریضوں میں مولانا ابوالحسن علی صاحب کو بھی تحریر کر چکا ہوں کہ تحریرات عمل کا وسیلہ ہیں اور میری تحریرات ہی کیا تحریرات اگر کافی ہوتیں تو حضرت سید صاحب اور حضرت مجدد صاحبؒ اور شاہ ولی اللہ صاحب کی تحریرات کم نہیں اور ان سے اوپر قرآن و حدیث بھی اس زمانہ میں بغیر عمل کے ناکافی ہو رہے ہیں تو اس وقت عمل کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تاکہ سابقہ تحریرات بھی کارآمد

ہوں۔ اسی کے ماتحت یہ عرض کرتا ہوں کہ ۱۶ جنوری کو نوح میں میوات کے چودہری اور سربراہ اور دگان کو جمع کیا گیا ہے۔ جو خطہ میوات کے ارکان سمجھے جاتے ہیں یہ بہت اجنبی ہیں اور اس کام سے بہت دور، ان کو اس کام میں لگانے کی نیت سے چار پانچ روز قبل اور پانچ سات روز بعد قیام کی نیت سے جتنے حضرات کو ہمراہ لائیں تشریف لا کر عمل کی

آبیاری میں سعی فرمادیں۔ تمام محبتیں سے سلام فرمادیں۔
فقط والسلام بندہ محمد الیاس

۷۸۶

باسمہ سبحانہ

حضرت المحترم زید محمد کم السامی اسلام مسنون۔ مزاج سامی۔ والا نامہ شرف
صدور لایا۔ حالات تبلیغی سے آگاہی ہوئی۔ اپریل میں جماعت کا آنا مبارک ہو مگر
مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ

مولانا موصوف تحریر میں عجیب قسم کے تضادات ہیں "اس جملہ سے بڑی خلش
ہوئی۔" اصل مقصد کو تو راز میں رکھا کیونکہ مولانا خود سمجھتے تھے کہ میری تحریر اور تقریر اس
قابل نہیں کہ اس کی اشاعت کی جائے اس کا ناقابل تردید ثبوت موجود ہے کہ مولانا کی
کوئی ایک تقریر بھی کسی نے ضبط کرنے کے لائق ہی نہیں سمجھا اس دور میں تقاریر ضبط
کرنے کا عام رواج تھا حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ ضریحہ کی تقریر یا ہر تقریر
ضبط کی گئی اب بتیس جلدوں میں حضرت کی تقاریر چھپ چکی ہیں دوسرے عالموں کی
تقاریر شائع ہوتی رہی ہیں۔ اس کے برعکس مولانا محمد الیاس کی تقریر کو کسی نے لکھنے کے
مناسب ہی نہیں سمجھا۔ اور تحریر کا بھی یہی حال کیونکہ مولانا صاحب خود لکھ نہیں سکتے تھے
اور دوسرا کوئی میسر نہیں تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا دو عالم حضرت علی میاں اور حضرت محمد
منظور نے مکاتیب اور ملفوظات شائع کر دیے جس سے اس گمراہ جماعت کی تردید کے
لئے مواد اور ثبوت میسر آ گئے۔ ورنہ یہی سمجھا جاتا کہ مولانا محمد الیاس نے تبلیغ کا طریقہ
شاذ صحیح طور پر شروع کیا ہوا۔ اور بعد میں گمراہی آ گئی جیسا کہ عموماً ہوتا ہے لیکن ملفوظات

اور مکتوبات کی موجودگی سے معلوم ہو گیا کہ یہ جماعت اول روز سے بدعت ضالہ تھی
۔ مولانا کے انحصار نے خود انکو گمراہ کیا اور ایک گمراہ جماعت بنا کر امت کو فتنہ میں مبتلا کیا۔

(مکتوب) مخدومی و محترمی حضرت سید صاحب دام برکاتکم السلام علیکم ورحمتہ
اللہ وبرکاتہ گرامی نامہ ملاتا تاخیر جواب بہت سی عوائق کی وجہ سے ہوئی منجملہ اس یہ ہے کہ
ہمشیرہ مولوی یوسف سخت علیل ہے سہارنپور سے بغرض علاج دہلی لائی گئی ہے کمزور بیحد
ہے اپنی جگہ سے نقل و حرکت دشوار ہے اور تمام گھر والے ملیر یا میں مبتلا ہیں "اپنی فطری
کمزوری سے اس کے صحیح علاج کو چھوڑ کر (جو تبلیغ میں لگ جاتا ہے اور آپ جیسے حضرات
خصوصاً سادات کرام کی خدمت ہے) مادی علاج میں مشغولی ہے" بہر حال نہایت
مذمت ہے اور یہ تاخیر جواب کا عذر نہیں ہے بلکہ اعتراف قصور و اظہار عجز ہے حضرت
پھوپھی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے سانچہ ارتحال کی خبر سے انتہائی قلق و صدمہ ہوا۔ حضرت
پھوپھی صاحبہ کا سایہ آپ کے سر سے نہیں اٹھا بلکہ تمام ان متوسلین کے سر سے اٹھا ہے جو
حضرت سید صاحب کے دامن سے وابستہ ہیں اور جن کے قلوب میں حضرت سید صاحب
کی عظمت و محبت راسخ ہے۔ سب شریک غم ہیں اور سب کو شریک ہونا چاہیے۔ اگر کسی کو
احساس نہ ہو یہ اسکی بے حسی ہے حق تعالیٰ مرحومہ کو اپنے محاسن و مکارم اور ان حقوق کے
مطابق جو ہم سب پر واجب ہیں بلکہ اپنے فضل و کرم کے مناسب ترقی درجات و رضاء عطا
فرمائیں آپ کی تشریف آوری کی خبر سے مسرت ہے اور آپ کے غم سے غم۔ آں محترم
سنت کی مخالفت:-

مولانا صاحب فرماتے:- "اپنی فطری کمزوری سے اس کے صحیح علاج کو چھوڑ کر
جو تبلیغ میں لگ جاتا" قارئین کرام اندازہ کریں مولانا موصوف کس قدر صراط مستقیم سے

بہت کم چکے ہیں عقلی شرعی اور سنت طریقہ کے مقابل اپنے خود ساختہ طریقہ کو بیماری کا علاج صحیح قرار دے رہے ہیں مولانا کی حالت مجمع لگانے والے مداری یا نیم حکیم کی طرح ہے جو سر سے پاؤں تک کے تمام امراض گن کرتا ہے اس پر توڑتا ہے کہ یہ چورن کی پڑیہ لے جاؤ جو ہر مرض کا شافی کافی علاج ہے وہی حال مولانا کا ہے کہ بیماری کا صحیح علاج ہے چلے لگائے چھوٹا معمولی مرض ہو تو سہ روزہ کافی ہوگا بہر حال مولانا صاحب سنت طریقہ علاج کے مقابل اپنے طریقہ کو صحیح علاج بتا رہے ہیں جو کم عقلی ناقص فہم دین اور غلوئی الدین کی بدترین مثال ہے اس بدعتی ٹولے کو چاہئے جب کوئی ان میں بیمار ہو تو حکیم یا ڈاکٹر کے پاس لے جانے کے بجائے مرکز بدعت رائیوٹڈ لے جاویں ہم خرابیہ ہم ثواب کے مصداق مفت میں علاج بھی ہو جائے گا اور ثواب بھی حاصل ہو جائے لیکن عجیب بات یہ ملاحظہ فرمائیں کہ جب مولانا خود بیمار ہوئے چلوں میں جانے اور صحیح علاج چھوڑ کر طبیب کی خدمات حاصل کیں نصیحت صرف دوسروں کے لئے تھی۔

(مکتوب) خط بنام منشی میاں جی محمد عیسیٰ شرف قبولیت اور سعادت طمانینہ نصیب فرمادیں آپ کے دوسرے خط میں جو آپ نے ایک ماہ کے انتظار کے بعد تحریر فرمایا اس کے تاخیر جواب سے تو مجھے بھی ندامت ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دیں اور میری ان کوتاہیوں کو معاف فرمادیں اس میں تبلیغ کی سرگرمیوں کا ذکر ہے کہ ۸۰ آدمی یہاں تبلیغ کے لئے آئے اور ۲۵ آدمیوں کی جماعت تیار ہے پہلی خبر الحمد للہ ثم الحمد للہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور کرم اور حسان اور نعمت جلیلہ ہے کہ اس نے ۸۰ آدمیوں کی مقدار ایسے نازک زمانہ میں ”کہ جہاں اس عمل کو حقارت سے دیکھا جا رہا ہے اور اس کی ناقدری کی جارہی ہے ایسے زمانہ میں دین کے فروغ دینے کے لئے گھر سے نکلے مگر میرے عزیز اللہ کا شکر

بجالانے کے بعد اپنی کوتاہی پر بھی ندامت کے ساتھ ایک گہری نظر ڈالنی چاہیے کہ پندرہ سالہ کوشش کے بعد تبلیغ کے یہ انوارات یہ برکات اور یہ عزت اور یہ دنیا کے اندام آوری اور یہ ہر طرح کی نورانیت اور بہبودی کھلی آنکھوں محسوس کرتے ہوئے پھر کل ۸۰ آدمیوں کی مقدار نکلی تو اتنے لاکھ مقدار میں کتنی قلیل ہے اور پھر نکل لینے کے بعد گھر کے واپس جانے کو اتنا یہ قرار کہ ان کا تمام مشکل، تو گھر سے نکلیں تو مشکل“ سے اور نکلنے کے بعد یہ ختم ہونے والا گھر اپنی طرف کھینچتا رہے تو یہ دین کا گھر کس طرح آباد ہوگا۔ جب تک گھروں پر رہنا اتنا دشوار نہ ہونے لگے جیسا اس وقت تبلیغ میں رہنا ہے اور جب تک تبلیغ سے واپس جانا اتنا طبیعتوں پر دشوار نہ ہونے لگے جیسا اس وقت تبلیغ کیلئے دشوار ہے اور جب تک تبلیغ کے لئے چار چار مہینے ملک در ملک پھرنے کو جزو زندگی بنانے کی کوشش کیلئے پورا اہتمام کے ساتھ آپ لوگ کھڑے نہیں ہونگے ”اس وقت تک قومیت صحیح و بدکاری کا حرہ نہیں چکھے گی۔“ (اور حقیقی ایمان کا ذائقہ کبھی نصیب نہیں ہوگا)

حقارت سے دیکھنا۔

نشانزدہ عبارت مولانا صاحب فرماتے ہیں۔ ”۸۰ آدمیوں کی مقدار ایسے نازک زمانہ میں کہ جہاں اس عمل کو حقارت سے دیکھا جا رہا ہے اور اس کی ناقدری کی جارہی ہے ایسے زمانہ میں دین کے فروغ دینے کے لئے گھر نکلے“ اگر آپ حضرات اس بات پر غور کر لیا جائے کہ دین کے کسی کام کو مسلمان کبھی بھی حقارت سے نہیں دیکھتے گنہگار سے گنہگار مسلمان اگرچہ فرائض کا تارک ہو لیکن فرائض کو حقارت سے نہیں دیکھتا اور عالموں کے متعلق تو یہ تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں کہ تبلیغ کو حقارت سے دیکھیں اصل حقیقت یہ تھی کہ مولانا موصوف نے تبلیغ کے لئے ایک احمقانہ طریقہ ایجاد کیا تھا اور اس طریقہ کو

سب کے لئے لازمی اور ضروری قرار دیتے تھے۔ اور طریقہ متحدہ کو جہاد فی سبیل کہتے تھے اور اس پر خرچ کرنے پر ثواب ستر ہزار گنا فرماتے ہیں اور اس کام کو بعض حیثیت میں قتال فی سبیل اللہ سے بھی اعلیٰ قرار دیتے ہیں ان وجوہات کی بنا پر علماء کرام اس کو بدعت سمجھ کر حقارت سے دیکھتے تھے اور اب تو اس جماعت کی اپنے مفتی کردار اور مفتی اوصاف (۱) جہاد سے، سیاست سے، اجتماعی رفائی کاموں سے، دورس قرآن، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے اور علماء کرام کے واعظ اور تقاریر سے متنفر کرنے کی وجہ سے لوگ اس کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ یہ جماعت دشمنان دین کے عین منشا پر عمل کر رہی ہے

(مکتوب) کس وجہ سے اب تک دہلی نہیں پہنچا جہاں تک ہو سکے اہتمام کے ساتھ کسی آنے والے کے ہاتھ اہتمام سے روانہ فرما دیں۔ ضروری اہم بات یہ ہے کہ میرے احباب اپنی خصوصی کوشش اور اصلی سعی اور اپنے خیالات اور قلوب کی توجہ کا رخ اپنے ان اصول کی نہایت پابندی کے ماتحت تبلیغ کے فروغ دینے ہی میں مشغول رکھیں یہ نیا کھڑا ہونے والا فتنہ انشاء اللہ اس رویہ سے خود بخود فرو ہوگا ورنہ بہت خطرہ ہے کہ طبائع کے چھڑ چھاڑ کے ساتھ خود طبعی مناسبت ہونے کی وجہ سے خدا نخواستہ کہیں ضعیف نہ ہو جائے ”تجربہ ہے کہ مناظروں کے نتائج ہمیشہ برے رہے ہیں۔“ البتہ سب کی رائے کہیں صریح منکرات کے دلائل کے مطالبہ پر ہو جاوے تو کبھی کبھی ان دلائل میں قوت اور زور کے ساتھ مطالبہ کر لینے میں مضائقہ نہیں ”ورنہ میرے خیال میں تو وہی بات ہے کہ تمام ملک کی جامعوں میں اس مضمون کی اشاعت کا اہتمام کر لیا جائے کہ جو قوم کلمہ طیبہ اور نماز کے اندر کی چیزوں کی صحیح اور کلمہ شہادت کے مضمون پر اب تک پوری طرح مطلع

نہ ہوئی ہو جو اسلام کی بنیادی چیز ہے تو بنیادی چیز کو چھوڑ کر اوپر کی چیز میں مشغول ہونا سخت غلطی ہے اوپر کی چیز بغیر بنیادی چیز کے صحیح ہوئے درست نہیں ہوا کرتی دیگر ہر جگہ عموماً اور ان مجمع اور اجتماع والے گاؤں میں اور اس کے ماحول میں اپنے اصول کی نہایت پابندی کے ساتھ تبلیغی فروغ میں ”مناظروں کے برے نتائج۔“

”تجربہ ہے کہ مناظروں کے نتائج ہمیشہ برے رہے ہیں“ مولانا صاحب کا یہ فرمانا درست نہیں ہے۔ تاریخ اور مشاہدہ کے بھی خلاف ہے حضرت مولانا رحمت اللہ کریم الہی مہاجر کی کے مناظرے پادری فنڈر سے اور حضرت قاسم ناتوی کے مناظرے میلہ خدائشی میں اور دیگر علماء کرام کے مناظرے ہمیشہ مفید اور باطل کے ابطال کا ذریعہ رہے ہیں۔ اسلام ایک دین حق ہے اور جب بھی باطل نے اس پر اعتراض کئے یا باطل نے مناظرہ کا چیلنج دیا ہمیشہ علماء کرام نے قبول کیا داخلی گمراہی ہو یا خارجی علماء حق کا ہمیشہ سے مناظرہ کرنا شیوارہا ہے مناظر اسلام عالم کی ایک قابل تعریف صفت ہے جو اس وصف سے محروم ہیں وہ اس فعل ہی کی برائی بیان کرتے ہیں مثال مشہور ہے کہ ایک جگہ چند نکلے جمع تھے وہاں سالم ناک والا آیا نکلوں نے شور مچایا نکلو آیا نکلو آیا دوسری بات بھی اسلام کی رو سے باطل ہے صریح منکرات کے دلائل کا مطالبہ فضول ہے جب آپ خود ان کو صریح منکرات کہہ رہے ہو پھر دلیل کا کیا مطالبہ صریح منکرات کی تردید کی ضرورت ہے اعلان حق کی ضرورت ہے کہ تمہارا یہ فعل صریح منکر ہے لیکن مولانا نے طریقہ ہی اسلام کے خلاف اختیار کیا ہے کہ ”ان منکرات سے بحالات موجودہ براہ راست تعرض نہ کیا جاوے بلکہ ایمانی شعور اور دینی احساس کو بیدار کای جائے۔۔۔ الخ

دینی دعوت صفحہ ۲۵۱

”مولانا کا یہ کہنا کہ مناظروں کے نتائج ہمیشہ برے رہے ہیں“

قرآن کریم کی صریح نص کے بھی خلاف ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ادع الی سبیل ربک بال حکمتہ و الموعظۃ الحسنہ و

جادلہم بالینی ہی احسن

اے نبی دعوت دے اور بلا تو اپنے پروردگار کی راہ کی طرف علم اور حکمت کی باتوں کے ساتھ اور اگر بحث و مباحثہ آپڑے کو نہایت عمدہ طریقہ کے ساتھ ان سے مناظرہ کرو۔ (معارف القرآن مولانا محمد ادریس کاندھلوی جلد ۴ صفحہ ۲۷۰)

جب مناظرہ کرنا حکم الہی ہے پھر روگردانی کیوں کہ باطل سے دلیل طلب کرو خود انکی تردید نہ کرو تا کہ جوڑ رہے توڑ نہ ہو۔ بھیڑ مقصود ہے دین مقصود نہیں۔ قرآنی حکم پامال ہو کوئی فکر نہیں آدمیوں کو پھانسا مطوب ہے دراصل مولانا موصوف کی طبیعت میں اعتدال کا فقدان تھا اور جس کی طبیعت میں اعتدال نہ ہو وہ صراط مستقیم پر قائم مشکل سے رہتا ہے افراط تقریط کا شکار ہو جاتا ہے یہی مولانا کے ساتھ ہوا۔ ورنہ اگر یہ لکھتے کہ مناظروں کے بعض اوقات نتائج برے نکلتے ہیں اس لئے بلا ضرورت نہیں کرنے چاہئے یا یہ بھی لکھ سکتے تھے کہ مناظرہ اہل علم اور اہل تجربہ کا کام ہے تمہارے لائق اور مناسب نہیں کہ تم مناظرہ کرو یا مناظروں کا انتظام کرو پھر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ لیکن غلو فی تبلیغ کی وجہ سے تبلیغ کے سوا ہر چیز بری نظر آتی جس طرح ساون کے اندھے کو ہر ابراسو جھٹتا ہے۔ علم مشغول ہونا سخت غلطی ہے۔

”ورنہ میرے خیال میں تو وہی بات ہے کہ تمام ملک کی جاسوں میں اس

مضمون کی اشاعت کا اہتمام کر لیا جائے کہ جو قوم کلمہ طیبہ اور نماز کے اندر کی چیزوں کی صحیح اور کلمہ شہادت کے مضمون پر اب تک پوری طرح مطلع نہ ہوئی ہو جو اسلام کی بنیادی چیز ہے تو بنیادی چیز کو چھوڑ کر اوپر کی چیز میں مشغول ہونا سخت غلطی ہے اوپر کی چیز بغیر بنیادی چیز کے صحیح ہوئے درست نہیں ہوا کرتی ہے“

افسوس صد افسوس مولانا کو اسلام کی بنیاد کا بھی علم نہیں مولانا پر تو یہ مثال صادق آتی ہے جو ہے کوئل گئی ادراک کی گانٹھ وہ پنساری بن بیٹھا۔ یا اندھوں میں کاناراجہ مولانا کی پندرہ سالہ کوشش سے میواتی قوم مولانا کو معتقد ہو گئی اور جماعت بن گئی مولانا انکے امیر بن گئے اب وہ اپنا مقام بھول کر ملک کی جماعت کو اپنی گمراہی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں کامل مکمل دین کی تعلیم ترک کر کے اور اسلام کی وہ بنیاد جو اللہ تبارک کے رسول نے مقرر کی قال رسول اللہ ﷺ بنی الاسام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ و اقام الصلوۃ و ایتاء الزکوۃ و الحج و صوم رمضان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اول اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں دوسرے نماز پڑھنا تیسرے زکوٰۃ دینا چوتھے حج کرنا پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔ کوئی بھی عمارت چاہے کتنی ہی اچھی بنیادوں پر قائم ہو اگر اسکی حفاظت اور دیکھ بھال نہ ہو تو وہ عمارت قائم نہیں رہ سکتی ہے اس لئے اللہ تبارک تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت کے لئے ایک اور عظیم اہم فرض امت محمدیہ پر لاگو کیا اور قرآن کریم میں جا بجا اس فرض پر زور دیا وہ فرض ہے قتال مع الکفار۔ اب حضرت صاحب اس بنیاد میں ترمیم کر کے

جامعات کو نصیحت کرنے چلے ہیں دین متین کی تعلیمات قرآن حدیث فقہ وغیرہ ترک کر کے کلمہ اور نماز کی تصحیح کریں۔ سبحان اللہ کیا سمجھ ہے؟ ان دو چیزوں کے علاوہ کو اوپر کی چیز کہہ رہے یعنی قرآن کا سمجھنا احادیث کا سمجھنا فقہ کا پڑھنا سخت غلطی ہے۔ مولانا کو اتنی سمجھ بھی نہیں کہ اگر میں ان دو چیزوں کے علاوہ اوپر کی چیزیں نہ جانتا تو یہ جماعت کیسے بن سکتی اور اس کے امیر کیسے بن سکتے تھے۔ میداتوں نے مولانا کو عالم اور اوپر کی چیزیں جاننے کی وجہ سے اپنا مقتدا بنایا ہے عجب تماشا ہے جس شاخ پر بیٹھے ہیں اسی پر کھڑا اچلا رہے ہیں۔ تبلیغی کارکنوں کے نزدیک مدارس کی اہمیت اسی لئے نہیں ہے کہ مولانا اوپر کی چیزوں میں مشغول ہونے کو سخت غلطی لکھ رہے ہیں

مدارس کو ختم کرنا:-

اسی وجہ سے عبدالوہاب نے ایک مجلس میں صاف اعلان کیا کہ تبلیغی مشن اس وقت کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک تمام مدارس کو ختم نہ کر دیں۔ کیونکہ جب مولانا محمد الیاسؒ کے نزدیک مدارس کا اوپر کی چیزوں میں مشغول ہونا سخت غلطی ہے تو تبلیغی کارکنوں کی ذمہ داری ہے اس چیز کو ہی ختم کر دیں جو اوپر کی چیزوں میں مشغول ہونے کا ذریعہ ہے نیز مولانا موصوف حاجی رشید احمد بہادر کو لکھ چکے ہیں:- ”دوسری وجہ یہ کہ علوم جن اغراض کے حصول کے لئے علوم تلاش کئے جاتے ہیں ان علوم کے ساتھ وہ اغراض وابستہ نہ رہنے کے باعث علوم بیکار چلے آتے ہیں جب مدارس اور جامعات میں علوم پڑھانا ہی بیکار ہو رہا ہے تو جامعات بھی اب وہی کام کریں جو مولانا کر رہے ہیں مولانا کے سمجھدار پیروکاروں نے جب دیکھا کہ نہ تو مولانا کی پیش گوئی کے مطابق مدارس ختم ہو رہے ہیں اور نہ چندہ دینے والے کم ہو رہے ہیں تو انہوں نے ایک اور چال چلی کہ مدارس کے

ثمرات کو ختم کر دیں تاکہ ہمیں خام مال ملتا رہے اور ہماری روئقیں بحال رہیں اس کیلئے دو طریقے اختیار کئے کہ مدارس کے نئے فارغ شدہ علماء کرام کو کسی طرح اپنے جال میں پھا لیں کراچی ذہنی تطہیر کی جائے دوسرے اپنے مدرسے بنا کر ایسے عالم پیدا کئے جائیں جو اس بدعت اور گمراہی میں ہمارے ہم خیال ہوں

(مکتوب) بہت زیادہ کوشش کو بڑھا دو جہاں تک ہو سکے ”چھیڑ چھاڑ سے بہت بچتے ہوئے پھر بھی کہیں ضرورت پڑ جاوے تو دلائل کے مطالبہ سے

ہرگز کمی اور دریغ نہ کرو حریفوں کی اسلامی حرمت کو ہاتھ سے نہ جانے دو“ بہر حال اخیر مضمون کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کے ساتھ سخت گیری کرنے پر ان کے ہمیشہ کو نکل جانے کا خیال ہو تو میں منع نہیں کرتا۔ میرے دوستو آپ مدرسہ کو ظاہری عمارت کی پختگی کے اسباب پر آرہے ہیں میرا دل اندر سے کانپ رہا ہے اور ہول رہا ہے کہ خدا نخواستہ میرے احباب اس کی ظاہری فریفتگی میں باطنی تعمیر میں کچھ ہلکے نہ پڑ جاویں میری دلی تمنا ہے کہ اس ظاہری پختگی کو بیہودگی کی نظر سے دیکھتے رہیں، دلی تمنا سے نہ دیکھیں اور اپنی خوشی اور دل کی تازگی کا ذرا سا حصہ بھی اس میں مشغول نہ کریں فقط والسلام

”بخدمت شریف مکرم و معظم و محترم جناب حاجی رشید احمد صاحب متفائلہ بطوں بجاںکم و فوضکم و یرکاککم۔ خان بہادر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت حاجی شیخ صاحب اللہ جل جلالہ و علم والہ نے جو عزت و ثروت اور خصوصی دولتوں سے آپ کو مشرف فرما رکھا ہے اس پر نظر کرتے ہوئے جو کچھ آپ کے ساتھ یہ ناہنجار بے ادبی اور آپ کی شان کے خلاف گستاخی کرے وہ جس قدر بھی قابل نظرین و مذامت اور تو بیخ و سر زلش ہو وہ حق بجانب اور حق ہے لیکن جناب کی علو حوصلہ اور ہمت مردانہ اور غریب پرور طبیعت

نے ہم خدام کو آپ کی بارگاہ میں ایسا گستاخ بنا رکھا ہے کہ تعلق کی قوت آپ کے اخلاق کی عادت ہمت پیدا کرتی ہے کہ آپ کی خدمت میں عرض معروض کر لیتے ہیں چاہے بعد میں ندامت ہو اور چاہے اس وقت ندامت کے خلاف کوئی صورت ہو اسی کے ماتحت ایک ضروری معروض نظام الدین کے مسئلہ حاضرہ کی بابت جناب کی توجہ مبذول کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اہل زمانہ کی طہائع کی میل کو اب سے پندرہ برس پہلے سے اپنی کوتاہ نظر سے لیکن اللہ کی توفیق دی ہوئی بصیرت سے یہ انداز لگا چکا تھا کہ یہ رفتار مکاتیب اور مدارس کی جو چل رہی ہے اس میں دو خرابیاں ہیں اول یہ کہ جس بنیاد سے چل رہی ہیں یعنی لوگوں کا میلان اور ان کی وہ رغبت جس کی وجہ سے مکتبوں اور مدرسوں میں مخلصانہ کوشش کرنا لے کھڑے ہوتے ہیں اور چندہ دینے والے چندہ دیتے ہیں یہ عنقریب ختم ہونے والی ہے اور آگے چل کر راستہ اس کا مسدود ہے دوسری وجہ یہ کہ علوم جن اعراض کے حصول کے لئے علوم تلاش کئے جاتے ہیں ان علوم کے ساتھ وہ اغراض وابستہ نہ رہنے کے باعث علوم بیکار ہوتے چلے آتے ہیں اب علوم سے منافع اور اغراض حاصل نہیں ہوتے جن کی وجہ سے علوم کی توقیر اور تحصیل تھی "ان دو باتوں پر نظر کرتے ہوئے میں نے اس طرز کی طرف اپنی توجہ کو متوجہ کیا کہ جس کو آپ دیکھ رہے ہیں اور جان رہے ہیں اور آپ جیسے سب احباب اور بزرگوں سے طالب رہا کہ آپ میرے معین اور مددگار بلکہ اس کے اندر ایسی ہمت مردانہ سے کھڑے ہوں کہ آپ ہی اصل ہوں کیونکہ آپ کی ہمت آپ کا حوصلہ آپ کی قوت آپ کی طبیعت آپ کا دماغ اس قابل تھا اور اس کی اہلیت رکھتا ہے کہ کسی جاہل کام کو اٹھالیں جاہل کام کے لئے جاہل ہی اہل ہیں میں نے اس کام کے اندر جس قدر آپ جیسوں کی خوشامد اور ہمت اور تحریض اور اپنے منصب

سے نہایت برخلاف گستاخی اور بے ادبی سے لگانے میں کوشش کی اس میں بے نصیب اور نا کام رہ کر میں نے اخیر اس پر اکتفا کیا کہ میں جس کام میں لگا رہا ہوں اس میں لگے رہتے ہوئے مکاتیب کی جو صورتیں پیدا ہوتی رہیں صرف اس کی سرسبزی کی ذمہ داری آپ نے لیں چنانچہ جناب نے مکاتیب کی سلسلہ اپنے ہاتھ میں لیا اور آپ کے سایہ عاطفت میں جتنا ہو سکا اس کی پرورش ہوتی رہی لیکن جو کچھ میں سمجھ رہا تھا وہی پیش آیا کہ پچھلے جو دینے والے تھے ان کو دوام ہو ہی نہیں سکتا اور آئندہ کو رغبتیں پیدا نہیں ہو رہیں ہوتی رغبتیں زوال پذیر تو بہت زیادہ ہیں اور نہ ہوتیں رغبتیں بڑی بڑی کوششوں سے پیدا ہونی دشوار ہو رہی ہیں بہر حال جناب کی خدمت میں مکاتیب کے فروغ کے لئے میرے نزدیک جو صورت بہتر ہے وہ جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں بے کوشش کوئی کام نہیں ہوا کرتا آپ اپنی طبیعت کو مستقل فرمادیں چٹیک کو پاؤں سے مسل "کرالکشن کے زمانہ میں جن لوگوں کو آپ کی سستی سے مالی منفعت ہوئی اور بے کار لڑائیوں وغیرہ میں ان کا کثیر مال ضائع ہونے سے محفوظ رہا ان کے ساتھ خیر خواہی اور ان کی ہمدردی صرف اس امر میں ہے کہ آپ ان کو اس امر خیر میں خرچ کرنے پر آمادہ کریں اور اس میں کوشش کریں کہ کار خیر میں خرچ کے اندر کوشش کرنے سے ان کی طبیعتوں کا بھی امانہ ہوگا اور مال کے اندر بھی طہارت اور پاک پائی پیدا ہوگی اور شروع شروع میں ان کو مائل کرنے میں کچھ دیر بھی لگے گی تو تھوڑے دنوں میں کوشش سے انشاء اللہ یہ راستے پھر جاری ہو جائیں گے اور ان لوگوں کے یہ بات ذہن نشین کرنے میں آپ ہمت فرمادیں کہ سینکڑوں مدرسوں کا ست پڑ جان یا بند ہو جانا اہل زمانہ کے لئے نہایت وبال اور نہایت باز پرسی کا خطرہ رکھتا ہے کہ قرآن دنیا سے مٹا چلا جائے اور ہمارے

پیوں میں اس کا کوئی حصہ اور ہمارے دلوں میں اس کا کوئی درون نہ ہو یہ سب خطرناک ہیں اور آپ کی تھوڑی سی کوشش سے یہ کثیر مقدار قائم رہ سکتی ہے اور یہ اگر تھوڑے دنوں میں سربز رہ گئے خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے اگر یہ سربز ہو گئے تو اور بھی بہت سے لوگ جاری کریں گے اور یہ ہی مضمون باہر کے جو لوگ اہل ثروت کثرت سے آپ سے تعلق رکھتے ہیں ان کو آنے پر زبانی ذکر کرنے کا اور ذاک کے ذریعہ ان سے خطاب کرنے کا آپ عزم بالجزم فرمائیں نواب چغتاری کے یہاں بہت سارا وقف ہے میرے والد کے زمانہ میں سینکڑوں ماہوار حضرت والد نور اللہ مرقدہ کے واسطہ سے بیوگان اور یتیمی اور مساکین کے مقرر تھے، میرے آنے کے بعد میرے بھی پانچ روپے آتے رہے سلسلہ جہنابی نہ ہونے سے یہ پانچ تک جاتے رہے، اہل ثروت سے خیر میں خرچ کرنے کا خطاب اور ”ان پر زور دینے“ کی آپ مشق فرمائیں تو یہ تحریک شعبہ دین کا ایک زبردست کام ہے مرنے کے بعد دین کی کوشش میں جتنا حوصلہ بلند ہو چکا ہوگا اتنا ہی کار آمد ہوگا

فقط والسلام

(نوٹ) پھر مکرر عرض ہے کہ پہلی صورت جو میں کر رہا ہوں اس کو اختیار نہ فرما دیں تب ہے یہ دوسری صورت، وہ نہ ہو تو یہ ہی کرو جو میں کر رہا ہوں وہ اصل دین ہے الحمد للہ ثم الحمد للہ کو اصل دین کے لئے بلند رکھو کمر ہمت کو چست فرماؤ جناب محمد ﷺ کی روح پاک اس قدر سربز (خوش) ہوئی کہ خیال و گمان وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور اللہ چاہے۔ ایسی کھلی ترقی دیکھو گے کہ کوئی طاقت اس کا ادراک نہیں کر سکتی ”اور اگر آپ سے یہ تبلیغی کام نہ ہو سکے تو دوسرا ہی کام کرو یہ شعبہ دین ہے اور زبردست شعبہ ہے“ میرے اس خط کو ہمیشہ دیکھتے رہنے کے لئے اپنے پاس محفوظ رکھیں اور پھر ہمیشہ دیکھتے بھی رہیں

(از مکتوب دوستوں اور عزیزوں کی خدمت میں (اواخر ۱۹۳۲ء)

سلام مسنون کے بعد یہ شعر ہدیہ عید ہے اور میرا بدل ہے

نہ دوری دلیل صبری بود کہ بسا ر دوری ضروری بود
وطن کی کشش اور دوستوں کی عنایات کی جذبہ عزیزوں کا دیدار کا تقاضا اہل و
خوشامد چالپوسی کا شاہکار مکتوب:-

مولانا محمد الیاس صاحب کا خط خان بہادر رشید احمد کے نام خوشامد، تملیق، مدح سرائی قصیدہ گوئی اور چالپوسی کا شاہکار خط نے مولانا کی حیثیت اہل بصیرت پر واضح کر دی، کیا ایک اللہ والا عالم دنیا دار صاحب ثروت کو ایسا خط لکھ سکتا ہے؟ کبھی نہیں ہرگز نہیں۔ عالم تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا دنیا دار مالدار جو دینی امور میں مالی تعاون کرتے ہیں انکو علماء کرام کا احسانمند ہونا چاہیے کہ ان کے لئے ایک کار خیر کی سہولت فراہم کی علماء کرام اگر اللہ کیلئے کام کرتے ہیں تو مالدار کے احسانمند نہیں ہوتے ہیں اس برعکس ایسے عالم جو دین کا کام اپنے مفاد کے لئے کرتے ہیں وہ مولانا الیاس صاحب کی طرح مالداروں کی چالپوسی کرتے ہیں یہ خط مولانا کا تحریر کردہ ہے تحریر میں تو انسان احتیاط کرتا ہے زبانی کلامی جو رویہ مولانا کا ہوگا اس کا اندازہ اس تحریر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے نیز یہ بات بھی دھیان میں رہے کہ حاجی رشید احمد بہادر ایک سرکاری القاب یافتہ فرد تھا۔ اس کا مکتب قرآنہ کے ذریعے مولانا سے تعلق قائم کرنا اور پھر مکتبوں سے مولانا کا اعراض کرنا اور تبلیغ کے نام سے ایک احتقانہ طریقہ ایجاد کرنا اور اس جدید کام میں حاجی رشید احمد بہادر کا بڑھ چڑھ کر حصہ لینا اور پھر پور تعاون کرنا مولانا کی ذات کو مشکوک اور مولانا کے کام کو مکمل نظر بنانا دیتا ہے اس وقت قوم وطن کی آزادی کیلئے سرگرم تھی غاصب حکمران ایسی صورت حال

سے پریشان تھے مولانا نے جو جماعت بنائی وہ سیاست اجتماعی امور قومی معاملات سے بالکل لاتعلق تھے اس وجہ سے سرکاری ملازمین نے اس جماعت سے بھرپور تعاون کیا یہ حکومت کا منشا تھا کہ لوگ غیر سیاسی امور میں مشغول رہیں تاکہ وہ اپنے اقتدار کو طول دے سکیں۔ دس گیارہ سطریں خوشامد اور قہیدہ گوئی بعد عرض کرتے ”ایک نہایت ضروری معروض نظام الدین کے مسئلہ حاضرہ کی بابت جناب کی توجہ مبذول کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ اہل زمانہ کی طبائع کی میل کو اب سے چند برس پہلے سے اپنی کوتاہ نظر سے لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق دی ہوئی بصیرت سے یہ اندازہ لگا چکا تھا کہ یہ رفتار مکاتب کی جو چل رہی ہے اس میں دو خرابیاں ہیں۔۔۔ الخ“ مولانا صاحب کو دعویٰ تو اللہ کی دی ہوئی بصیرت کا ہے لیکن جو نظریہ پیش کیا ہے زمانہ نے اس کو بالکل غلط ثابت کر دیا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مدارس ترقی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ ترقی کرتے رہیں گے مولانا کو مستقبل کی خبر تو کیا ہوتی مولانا کو تو اتنی خبر بھی نہیں تھی کہ اب کیا ہو رہا ہے نہ چندہ دینے والے ختم ہوئے اور نہ آگے چل کر راستہ مسدود ہوا

شرمناک بہتان:-

بلکہ مولانا کی بصیرت کے برعکس چندہ دینے والوں کا اضافہ ہوا اور مکتب اور مدرسے بھی رونق فیروز ہوئے۔ اور دوسری وجہ میں مولانا صاحب نے ایک دنیا دار کے سامنے وہ شرمناک بہتان علماء کرام اور طلبہ پر لگایا ہے حیرت ہے کہ بلا استثنا کیسا کہہ دیا ”کہ علوم جن غرض کے حصول کے لئے تلاش کئے جاتے ہیں ان علوم کے ساتھ وہ اغراض وابستہ نہ رہنے کی باعث علوم بیکار ہوتے چلے آتے ہیں“ اب علوم سے وہ منافع اور اغراض حاصل نہیں ہوتے جن کی وجہ سے علوم کی توقیر اور تحصیل تھی ان دو باتوں پر نظر

کرتے ہوئے میں نے اس طرز کی طرف اپنی توجہ کو متوجہ کیا کہ جس کو آپ دیکھ رہے ہیں ”اس نظریہ کے مطابق تمام دارالعلوم قوم کا سرمایہ اور طلبہ کا وقت برباد کر رہے ہیں کوئی ٹھکانہ ہے بے دینی کا۔ زمانہ میں کسی کو نہ علم ہے اور نہ بصیرت کہ یہ سمجھ سکیں دارالعلوموں میں مدارس جو طلبہ ہیں انکی اغراض علم دین حاصل کرنا نہیں ہے اب علماء کرام شکایت کرتے ہیں کہ اس جماعت کے ذمہ داروں کے نزدیک مدارس کی کوئی اہمیت نہیں جب جماعت کا بانی ایسا ہو تو کارکن بھی ویسے ہی ہونگے۔ یہ بات تو حضرت مولانا عاشق میرٹھیؒ نے خود مولانا الیاسؒ سے کہہ دی تھی کہ آپ کے نزدیک نہ مدرسوں کی اہمیت ہے نہ خانقاہوں کی اہمیت ہے اور جو آپ کا طریقہ ہے یہ ہمارے اکابر کے خلاف ہے یہ غلوئی تبلیغ ہے۔

حرام طریقہ سے چندہ لینے کا مشورہ:-

قارئین کرام سے التجاء ہے کہ مولانا کا یہ خط بار بار پڑھیں اور مولانا کی بد فہمی پر ماتم کریں پہلے تو یہ فیصلہ کر دیا کہ ”ان علوم کے ساتھ وہ اغراض وابستہ نہ رہنے کے باعث علوم بیکار ہوتے چلے آتے ہیں“ اسی وجہ سے مولانا نے خود کو کنارہ کر لیا اب صاحب بہادر سے فرماتے ہیں میں جو کام کر رہا ہوں اگر وہ آپ نہ کر سکیں تو اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے لوگوں سے چندہ جمع کر کے مکتب آپ سنبھال لیں۔ اثر رسوخ اور سرکاری حیثیت کا استعمال کر کے چندہ لینا شرعاً حرام ہے ایک حرام کام کا مشورہ دینا اور انہی مکتبوں کا چلانا اب ضروری ہو گیا ہے اتنی برائیاں بیاں کرنے کے بعد پھر اسی کام کی درخواست کرنا عجب تماشہ ہے اسی کام سے جس سے مولانا کا دل بھر گیا اور توجہ مبذول کر لی اسی کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں اہل ثروت سے خیر میں خرچ کرنے کا خطاب اور ان پر زور

دینے کی مشق فرماہیں تو یہ تحریک شعبہ دین کا ایک زبردست کام ہے۔ زور دیکر چندہ حاصل کرنا حرام ہے اور حرام کا چندہ دین کا زبردست شعبہ کیسے بن گیا۔ یہ دین کی بنیادی باتوں سے بھی مولانا نابلد ہیں اسی لئے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا جاہلوں کی تبلیغ سے جہالت پھیلے گی۔ آپ کا حکیمانہ قول سچ ثابت ہوا ہزاروں افراد تمام سال فقیروں کی طرح پھرتے رہتے ہیں اور سالانہ ان جاہلوں کی نمائش ہوتی ہے یوں یہ جماعت قوم کا سرمایہ اور افرادی محنت کو برباد کرتی ہے۔ اس طویل خط کے آخر میں خان بہادر سے عرض کرتے ہیں ”اگر آپ سے یہ تبلیغی کام نہ ہو سکے تو دوسرا ہی کام کرو یعنی اپنا رسوخ ڈال کر اہل ثروت اور مالدار پر اپنی حیثیت کا زور لگا کر روپیہ بٹور بٹور کر ہمیں فراہم کریں یعنی حرام مال سے ہماری مالی مدد کریں

(مکتوب) بزرگ و ذوق کی لیکن سیرابی لانے والی نہیں ہیں اور اس درد کے لئے مرہی کر نہیں سکتیں عمل سے اس قدر اجنبی ہو چکے ہیں ذوق کے ساتھ صرف ہاں نہ کر لینا ہی منعجائے عمل رہ گیا ہے عمل کے واسطے اگر خصوصی جان بازی کے لئے اگر کچھ ہستیاں نمونہ نہیں بنیں گی تو لبیک کے میدان سے عمل کی سڑک پر پہنچنا نہایت دشوار ہوگا۔

مخزن آمال و امانی ارشدنا اللہ وایاکم اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

مجھے اس وقت تک ہمیشہ کام کرنے سے ایک ایسے ذہنی ذہول کا تجربہ ہے کہ اس کے اندر تھوڑے سے فرق کی وجہ سے کام کی نوعیت بالکل بکار سے بے کاری کی طرف منتقل ہو جاتی ہے بہت تھوڑا کر کے بہت کچھ کمانے کے بجائے (کوہ کندن دکاہ باوردن) کا نقشہ ہو جاتا ہے میں بہت ہی متردد ہوں کہ میں اس کو کس طرح ذہن نشین کر دوں زیادہ تر تو اس کی تکلم اور مخاطبت سمجھیں بہر حال قیادت کتابت میں بھی کوشش کرتا ہوں کہ سمجھ

میں آجائے خدا کرے کہ میری ناقص تحریر سے آپ کی جودت خیال مفتوح ہووے ”دوام ہیں ایک تو وہ جو نہ ہونا چاہئے اور وہ کرتے ہیں دوسرا وہ جو ہونا چاہیے اور نہیں کرتے امر اول کلمہ اور نماز کے صحیح کرانے کو اگر کرتے ہیں تو بہتر نہ مقصود کے کرتے ہیں کہ جیسا کہ اس تحریک کا مقصد ہو۔ حالانکہ یہ مقصد نہیں اور جو نہیں کرتے ہو یہ کہ ان مخاطبین کے لئے یہ فیصلہ کر لیں“ کہ جب تک اپنے مشاغل کو چھوڑ کر ترک وطن اختیار کر کے اس تحریک کو لے کر باہر نہیں نکلیں گے۔ مشاغل کی ظلمت اور اس کا شدت تکدر توجہ کا اور قلب کے دھیان کا مشاغل کے ساتھ ”لزوجیت کلمہ کے صحیح کرنے اور ان کے الوار و برکات کے قبول کرنے کی اہلیت ہر شخص پیدا نہیں ہونے دے گی اور نکلنے“ کے بعد بھی دوسروں میں کوشش کرنے کو جب تک حق تعالیٰ کی رحمت کا ذریعہ نہیں بنائے گا اور دوسروں میں محنت کرنے کے ذریعہ اللہ کی رحمت کا سہارا نہ ڈھونڈے گا تو بقاعدہ سنت الہیہ ”من لا یرحم لا یرحم“ اور بقاعدہ (ارحموا من فی الارض) یرحمکم من فی السماء اس نیت سے جب تک دوسروں میں کوشش کر کے حق تعالیٰ کی رحمت کا سہارا پکڑ کے پھر فراغت کے وقتوں میں محنت نہیں کرے گا (اس وقت تک یہ کلمہ اور نماز کی اصلی برکات جس سے ساری زندگی درست ہوتی چلی آوے حاصل نہیں ہوں گی) میں بہت دل سے متمنی ہوں کہ اس کی دعوت دینے کا باہم مشورہ کر کے سب اہم کریں۔ شروع میں بہت دشواری ہوگی لیکن مقصد اسی کا احیاء ہے اور ”یسر دین اسی کے زعمہ کرنے سے وابستہ ہے اور تمام ادارے جو مشکلات میں پڑے ہوئے ہیں وہ اسی کے فہدان سے اس مضمون کا سب حضرات باہم مذاکرہ و مشورہ کر کے پھر اس کی دعوت کی اہم کریں) سب جماعتیں کبھی کبھی اپنی کاروائی روانہ فرماتی رہیں بقلم قاضی مہین اللہ

کلمہ اور نماز کی صحیح اس تحریک کا مقصود نہیں:-

اب مولانا صاحب فرماتے ہیں دوسرا ہیں ایک تو وہ جو نہ ہونا چاہئے وہ کرتے ہیں دوسرا وہ جو ہونا چاہئے اور نہیں کرتے ہیں مولانا موصوف ایک

مفلوک مزاج شخص ہیں ایک کام خود زور و شور سے شروع کرتے ہیں اور اسی کام کو سب سے اہم سمجھتے ہیں کچھ عرصہ بعد اس کو ترک کر دیتے اور اسکی مذمت اور برائی شروع کر دیتے ہیں۔ مولانا نے اپنی کمائی سے ظہور کا آغاز میوات میں مکتب قائم کرنے سے شروع کیا پھر دل بھر گیا نہ صرف ترک کیا بلکہ ان میں مشغول ہونا سخت غلطی قرار پایا پھر میواتیوں کا کلمہ اور نماز صحیح کرانا شروع کیا اور کلمہ اور نماز سیکھنے کیلئے انکو گھروں سے نکال کر دینی مرکزوں میں رکھنا شروع کیا یہ کام چل نکلا تو ان پڑھ میواتی جو کلمہ اور نماز سیکھنے گھر سے نکلے تھے وہ اسلام کے داعی اور مبلغ بن گئے اب مولانا صاحب موجد تبلیغ اور مجدد زمانہ بنکر اب کہتے کلمہ اور نماز کی نصیح اس جماعت کا مقصد نہیں کوئی اس بندہ خدا سے پوچھے کارکنوں نے یہ کام خود ایجاد نہیں کیا تھا جناب کی ہدایت پر ہی کام شروع کیا اب جدید الہام یا کشف ہو گیا اپنے شروع کئے ہوئے کام سے انحراف کر رہے ہیں۔ اب مولانا کا صرف اور صرف ایک ہی مقصد ہے اور یہ مقصد کتنا ضروری اور اہم ہے اسکا اظہار بار بار اپنے مکتوبات اور ملفوظات میں کر چکے اور بندہ بھی اس پر سیر حاصل تبصرہ کر چکا ہے مزید لکھنے کی ضرورت نہیں البتہ اتنا مکرر لکھتا ہوں کہ یہ مقصد غیر اسلامی اور غیر معقول ہے عقل اور نقل میں ایسے احمقانہ طریقہ کی بالکل گنجائش نہیں وہ مقصد ہے لوگوں کو دین کے نام پر تبلیغ کے نام پر گمراہ کر کے گھروں سے نکالنا جب کہ کامل مکمل دین کو عملاً معطل کر کے

ایک جز کو دین تصور کرنا کہاں کا دین ہے؟ اسی طرح ایمان والوں کو ایمان بنانے کے چکر میں ڈالنا کہاں کی تبلیغ ہے؟

(مکتوب) اچھی طرح سے پہچانتے ہیں ہاں تبلیغ اگر کرنی ہو تو ضرور آپ تشریف لاویں مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۳۸۔ بخد مت فلاں و فلاں و جملہ محبان بندہ بلکہ محبان خدا اور رسول دوستانہ داران مذہب و ملت دام مجد کم

”اسلام علیکم مسلمان کی قطعاً اصل زندگی اور اللہ جل شانہ کی مخلوقات کے ساتھ خاص رحمت کے ساتھ متوجہ کرنے والی زندگی اور مشغول ہونے والے اور باقی مسلمین کی بلاؤں کی پٹائیوں کی اور مقاصد کو تروتازہ کرنی والی زندگی محض سراسر صرف ان امور میں کوشش کرنی کے بقدر ہے اس طرز زندگی سے غافل ہوتے ہوئے یہودی کا انتظار اور بلاؤں کے کم ہونے کا وہم ایک غیبتانہ اور غلط خیال ہے۔ لہذا میں یہ رسالہ بھی روانہ کر رہا ہوں اور اپنے دوستوں کو اور خدا اور رسول ﷺ کی دوستی کی تمنا رکھنے والوں کو تقاضے کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہرگز اس میں کوشش کے ساتھ لگے بغیر خدا کی رحمت کے منتظر نہ رہیں اور بلاؤں کے بٹنے کا دوسرہ نکال دیں۔ ان چیزوں میں کوشش ہی وافع البلا یا اور مفرج الکرب اور وافع عموم اور ہوم ہے۔ مجھے یہ مضمون لکھاتے ہوئے طبیعت بے چین ہوتی ہے لہذا اسی پر اکتفا کرتا ہوں“

محترم انعم و محبان صادق قائم ارشدنا اللہ دایا کم اسلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ۔
الور کا واقعہ ایک عبرت اور نہایت سبق دینے والا واقعہ ہے۔ ہمیشہ یاد رکھو کام کرنے والے کو ہر کام کرتے ہوئے ایک مشکل اور کسی پھساؤ سے کا پیش آجانا یہ اللہ کی عادات میں سے ہے۔ اور وہ وقت جو ہے ایک کتاب ختم ہو کر اس سے اگلی کتاب کے شروع

ہونے کے ہم معنی ہے۔ اور اگلی کتاب کے شروع ہونے کی گمراہی کی انتہا۔

نشانزدہ عبارت میں دو دعوے بلا دلیل کر دیئے ہیں دراصل مولانا موصوف اپنے خود ساختہ طریق میں اتنے محو ہو گئے ہیں کہ تمام کامیابیاں اور تمام مصائب کا علاج صرف اور صرف اس بے روح عمل میں منحصر نظر آتا ہے حالانکہ مولانا کا متحدہ طریقہ دین کی تباہی اور انسانوں کی بربادی کے سوا کچھ نہیں ہے لیکن عجب بات ہے اس زہر ہلاک کو تریاق کہہ رہے ہیں اور اللہ کی رحمت کو مشروط کر دیا اور بلاؤں کو ہٹانے والی بھی اپنی سکیم کو قرار دیا ہے۔ یہ تو گمراہی کی انتہا ہے مولانا محمد الیاس کے ضال مضل ہونے میں کوئی شک نہیں اپنے خود ایجاد کردہ طریقے کو ہی سب کچھ سمجھ لیا جائے جبکہ مولانا کا ایجاد کردہ طریقہ تو جائز ہی نہیں کامل مکمل دین متین کے ایک، دو جز کو مکمل دین قرار دینا کیسے جائز ہو سکتا ہے مدنی دور آنے کے بعد آدمی واپس کی دور میں کیسے جاسکتا یہ تو زمانہ کو الٹا چلانے کے مترادف ہے اور یہ کسی کے اختیار میں نہیں کہ زمانہ کے

دور کو الٹا گھوما سکے مدنی دور ترک کرنا اور مکی دور میں جانے کا سیدھا سیدھا مطلب یہ ایک گمراہی ہے جس پر مولانا اور مولانا کی گمراہ جماعت گامزن ہے جو عالم اٹکے نصاب کا باریک بینی سے جائزہ لیگا وہ اسی نتیجہ پر پہنچ جائیگا۔

(مکتوب) عزت والوں میں تمہاری عزت ہوگی اور مرنے کے وقت تمام بلاؤں سے چھوٹ کر گویا کہ ایک سلطنت کی شاہانہ زندگی کی ابتدا ہوگی اس کام کے کرنے والے کے لئے اور مرنے کے وقت تمام آلائش سے چھوٹنے کا وقت ہوگا اور اگر ایسا نہ کیا تو یہ زندگی ہماری خیر کی زندگی سے بدتر چل رہی ہے۔ لہذا میری تحریر میں سچی کو ضروری

سمجھ کر اپنے کو سرسبز کرنے والی زندگی کو دوڑ کر حاصل کر لو اپنے جملہ مبلغین کی ایک ہادقار اچھی جماعت لے کر گوالدہ پر تو خصوصاً اور دوسرے مرکزوں میں عموماً اپنی موجودگی میں کوشش کر کے جتنے ہو سکیں روانہ کر دیں اور آتے ہوئے ایسا بندوبست کر کے آویں کہ مرکز کی جماعت نکلنے والی جماعتوں کا تار نہ ٹوٹنے دیں تبلیغ سے واپس ہونے والی مقدار سے تبلیغ کے لئے نکالنے والی جماعت کی مقدار ہمیشہ چوگنی اور دس گنی ہونی چاہئے اس قسم کی میری تحریر مولوی نور محمد صاحب جیسوں کے پاس خصوصیت سے بھیج دیں۔ مولوی ابراہیم چند دن کے لئے میرے پاس آ جاتے

فقط اسلام بندہ محمد الیاس علی عنہ

۷۸۶

دہلی متحرمان اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

”مزاج گمراہی؟ آپ حضرات کی تحریر سے سرگزشت تبلیغ اور واگداشت ضروری معلوم ہوئی۔ آپ لوگ خوب یقین فرمالیجئے۔ کہ ہماری تحریک اور اسلامی تبلیغ نہ کسی کی دل آزاری کو پسند کرتی ہے اور نہ کسی فتنہ فساد کے الفاظ سننا چاہتی ہے آپ لوگوں نے بدعتی کے لفظ سے بعض جگہ کے لوگوں کو یاد کیا ہے۔ آئندہ سے ایسے الفاظ سے احتراز چاہئے جو اشتعال انگیز فتنہ خیز ہوں۔ بلکہ اس قسم کہ پیچم الفاظ لکھنے چاہئے جس سے کسی خاص فرقہ یا جماعت پر طعن نہ ہو۔ مثلاً بعض جگہ“

حق بات سے اعراض۔

نشانزدہ عبارت میں مولانا موصوف نے تبلیغ کی آڑ میں حق گوئی سے اعراض

کی تلقین کرتے ہیں حق کہنے میں جماعت کی کمی کا اندیشہ ہے اتنی جرات نہیں کہ حق کہہ کر آزمائش کو دعوت دیں اپنے عیش و عشرت اور آرام وہ سفر کو داؤ پر لگائیں لیکن مولانا کی ہدایت اور حق پوشی کا کوئی نتیجہ بھی برآمد ہوا تمام اہل بدعت کو اس کا علم تھا کہ اس جماعت کا تعلق علماء دیوبند سے ہے اگر مولانا کا مقصد تبلیغ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پیش نظر ہوتا صا انزل الیک۔ اور صا انزل میں ظالموں فاسقوں مشرکوں ہر ایک کی مذمت کی گئی ہے اور ظالموں کا ذکر تقریباً سو بار سے زائد اور فاسق الفاسقوں وغیرہ تیس بار سے زائد جھوٹے اور کذابوں کا بھی بیس مرتبہ سے زیادہ۔ قرآنی اسلوب کو ترک کر کے صلح کل کا رویہ جو ایک منافقانہ طریقہ ہے کو اختیار کرنے سے سوا خسرو الدینا والاخرہ کے اور کیا حاصل ہوگا مقصد تبلیغ ہونا چاہئے نہ کہ لوگوں کو اپنے طریقے کا قائل کرنا

(مکتوب) ”مثلاً بعض جگہ کے لوگ اب تک شہاب و شکوک میں بڑے ہوئے ہیں ہم اپنی کمزوری اور کوتاہی کی وجہ سے ان کے اشکالات حل نہ کر سکے اور شکوک دور نہ ہو سکے۔ اپنی عیب جوئی اور اس پر توجہ و استغفار و عداوت اپنے عیب اور کوتاہیوں کا ازالہ جبر نقصان ہے۔ دوسروں کے عیب کی کوشش بے ہنری اور کام کو بے رونق کر دینا ہی ہے۔ دوسروں میں عیب نکالنے سے اپنا مایہ بھی جاتا رہتا ہے اور اپنے میں عیب ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکالنے سے پونجی میں کی نہیں ہوتی اور اگر اس پر عداوت کے ساتھ استغفار و توبہ کی تو آسمان کیلئے رحمت و برکت نازل ہوتی ہے بہر کیف تحریر و تقریر میں نہ ایسے الفاظ نکلیں جن سے اندیشہ و خطرہ ہو فساد کا اور نہ ایسے خیالات کا اظہار ہو جن سے بدگمانی اور بدظنی بڑھے سارے مسلمان اپنے ہی بھائی ہیں جب نرمی اور طریقہ سے لایا جائیگا تو خود ہی حق پر آجائیکے لوح سے جماعت مانگتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں کو آپ

لوگ خود ہی ابھارے اور نگرانی اور جماعتوں کی کثرت کی جانب توجہ دلائے۔ یہاں مولوی ابراہیم صاحب سے کہہ دیا گیا ہے کہ وہ جماعتیں لیجانے کی کوشش کریں منشی بشیر احمد صاحب کے پچھلے خط کا جواب یہ ہے جو بلفظ نقل کیا جاتا ہے اے میرے دوست بشیر! جس خداے پاک نے انبیاء علیہم السلام کو اس راستہ پر جانے کے لئے بھیجا ہے۔ اسکی حکمت نے شیطان کو اس سے پھسلانے اور ہٹانے کے لئے بھیجا ہے جب تک تم دعا اور توجہ کیساتھ اس راستہ کے موانع کو مغلوب کر کے کوشش نہ کرو گے اس وقت تک اس راستہ پر چل نہ سکو گے۔ حضرت والا بہت نازک حالت میں ہیں دعا کیجئے اور کرائیے۔ فقط و سلام بندہ محمد الیاس کفر لہ بقلم محمد عبید اللہ بلیادی یہ خط منشی بشیر احمد صاحب کو بھی دکھلایا جائے

۸۷۶

از نظام الدین دہلی

مکرم متحرم الحافظ مولانا القاری محمد طیب صاحب متفائل بطول حیا کلم الطیبہ

واقاض

اسلام کے خلاف نصیحت:-

اس نشانہ عبارت میں جس طریقہ کی نصیحت کی گئی ہے یہ اسلام کے بالکل خلاف ہے کہ لوگوں کی گمراہی کو اپنی کمزوری اور کوتاہی سمجھیں۔ دوسرے لوگوں کی گمراہی نشانہ دہی نہ کرنا تاکہ جماعت کی رونق ماند نہ پر جائے یہ دینداری نہیں خالص دوکانداری ہے اور مولانا کو اس حق گوئی سے اعراض اور مداہت پر برکت اور رحمت کے نزول کی امید بھی ہے۔

ایں خیال است و محال است وجہوں۔

آئین جو اس مردان حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روہای

اعتناء

نام جہاد تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت کے بارے میں تین قسم کے علماء کرام اور مفتیاں عظام کی رائے شریعت میں کوئی سند نہیں۔

(۱) عدم تحقیق اور حسن ظن کی وجہ سے جماعت کو صحیح کہتے ہیں بغیر تحقیق کے صرف حسن ظن کی بنا پر کوئی غلط چیز درست نہیں ہو جاتی ہے

(۲) وہ علماء کرام اور مفتیاں عظام جو خود اس بدعتی جماعت میں شامل ہیں اور اس بدعتی جماعت کی تائید اور حمایت میں فتوے دیتے ہیں انکے فتوؤں کا بھی کچھ اعتبار نہیں کیونکہ بدعتی مفتی کے فتوے ناقابل اعتبار ہوتے ہیں مثلاً اس جماعت کا مشہور مفتی مولانا محمود حسن گنگوہی جو بدعتی سے دارالعلوم دیوبند کا مفتی بھی رہا ہے ان مفتیاں کرام میں اکثر ایسے مفتیاں صاحبان ہیں جو قرآن و حدیث کے مفہوم کو مسخ کر کے اسکی حمایت کرتے ہیں۔

(۳) وہ علماء صاحبان جنہوں نے مولانا محمد الیاس دہلوی کے ملفوظات، مکاتیب، اور ان کی دینی دعوت مرتبہ کردہ حضرت ابوالحسن علی میاں ندوی کا بغور مطالعہ کر کے بھی اس جماعت کو درست کہتے ہیں وہ حضرات یقیناً دینی علوم کی فہم اور عقل سلیم سے تہید ست ہیں ان اقوال بھی معتبر نہیں

متفرقات

”تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس کے گمراہ کن خیالات و نظریات۔

(۱) ”یہ کام اس زمانے کے لئے کشتی نوح ہے جو اس میں آ گیا وہ محفوظ ہو جاوے گا اور جو اس سے جدا رہا اس کی حفاظت کی کوئی شکل نہیں“ بحوالہ تبلیغ کا مقامی کام تالیف میانجی محمد عیسیٰ مکتبہ دینیات رائیوٹ صفحہ ۳۹
اتنا بڑا دعویٰ گمراہ شخص کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔

(۲) ”بندہ کے نزدیک اصل جہاد یہی ہے جہاد اور چیز ہے قتال اور چیز ہے بحوالہ خط جو مولانا زکریا کو لکھا دعوت و تبلیغ کے حضرت جی ثالث انعام الحسن صفحہ ۵۶ مکتبہ الشیخ ۳/ ۳۶۷ بہادر آباد کراچی۔

اسلام میں قرآن کریم نصوص اور احادیث مبارکہ کی رو سے جہاد اور قتال تقریباً مترادف لفظ ہے بہر حال یہ بات تو یقینی ہے کہ جہاد اصلی تو قتال ہی کا نام ہے مجازاً کہیں دوسرے کام کو کہہ دیا جاتا ہے لیکن بانی جماعت کی گمراہی ملاحظہ فرمائیں اصلی جہاد ایک احقانہ طریقہ کو قرار دیتے ہیں اور اصلی جہاد کے خلاف ذہن سازی شروع کر دی قرآن کے ایک صریح حکم کے خلاف ذہن سازی کر کے بھی تبلیغی جماعت کہلائے ہاں کفر کی تبلیغی جماعت کہہ سکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرض کردہ حکم کے خلاف تو کفر ہی ہو سکتا ہے ان علماء کرام کی عقل اور سمجھ پر ماتم کر نیکی کا مقام ہے جب انکو اس جماعت کی اس گمراہی کی خبر کے بعد بھی ان پر فتویٰ نہیں دیتے بلکہ بعض ”شیخ الاسلام“ تو کہتے ہیں ابھی خیر غالب ہے۔

(۳) ”میں کون سے قوت سے سمجھاؤں اور کونسی زبان سے بیان کروں اور اس

کے علاوہ کون سی قوت سے اپنے دماغ میں بساؤں اور متیقن اور بدیہی امر معلوم کو مجہول اور مجہول کو معلوم کیونکر بناؤں میرے نزدیک صاف صاف ان فتنوں کے دریائے انگ اور ان ظلمات کی جمنائے سیل کو روکنے کی سد سکندری سوا میرے والی تحریک میں قوت کے ساتھ اپنی قوت جہد کو اور اندرونی جذبات کو اور ہمت کے ساتھ جملہ مساعی کو متوجہ کر دینے کے کوئی صورت نہیں غیب سے اس تحریک کی صورت کا نمایاں ہو جانا ہی صرف اس وبا کا علاج ہے جیسا کہ عادت ازیلہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ وبا کے مناسب علاج بھی پیدا فرمایا کرتے ہیں حق تعالیٰ شانہ کے یہاں کے پیش کئے ہوئے علاج اور نعمت کا توجہ سے استقبال نہ کرنا کچھ بہتر نہیں ہوا کرتا۔“

اس گمراہ کن عبارت پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں یہ انحصاریت ہی بانی جماعت کو لے ڈوبی دوسرے یہ خود کہتے ہیں یہ تبلیغ کی ابجد ہے پوری تبلیغ نہیں جو جماعت اسی ۸۰ سال سے ابجد پر گامزن ہوا اسکی گمراہی میں کیا شک مولانا حضرت قاری محمد طیب فرماتے ہیں یہ تبلیغ درحقیقت تعلیم کا ایک مقدمہ ہے جیسے وضو نماز کے لئے تو جو جماعت اسی سال سے وضو کر رہی ہو اور نماز شروع نہ کی ہو تو اسکی گمراہی میں کیا کلام ابھی تعلیم دین شروع نہیں کی صرف مقدمہ ہی پراڑی ہوئی ہے اور تو گمراہی میں پختہ ہو گئے ہیں ابجد ہی کو علم تصور کر کے اسی پر جامد ہو گئے ہیں کالانعام ہو کر ہدایت سے اعراض کر لیا ہے۔

(۳) مولانا فرماتے تھے کہ مدنیہ طیبہ کے اس قیام کے دروان میں مجھے اس کام کے لئے امر ہوا ہے۔ اور ارشاد ہوا کہ ہم تم سے کام لیں گے۔ کچھ دن میرے اس بے چینی میں گزرے کے میں ناتواں کیا کر سکوں کا کسی عارف سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ پریشانی کی کیا بات ہے یہ تو نہیں کہا گیا تم کام کرو گے یہ کہا گیا ہے کہ ہم تم سے

کام لیں گے پس کام لینے والے کام لیں گے بحوالہ دینی دعوت صفحہ ۸۴
مولانا کی تضاد بیانی ایک طرف فرماتے ہیں مجھے اس کام کے لئے امر ہوا ہے۔ دوسرے لمحے فرماتے ہیں کچھ دن بے چینی سے گزرے۔ اس بات کا ذکر نہیں کہ امر کس طرح ہوا الہام کی صورت میں یا کشف بہر حال مولانا کا حال غلام احمد قادیانی کی انگریزی وحی کی طرح ہے غلام احمد قادیانی کہتا تھا کہ مجھ پر انگریزی میں وحی نازل ہوئی ایک ہندو لڑکا انگریزی کا مطلب بیان کرتا تھا اسی طرح امر تو مولانا کو ہوا اور مطلب کسی عارف سے معلوم کرتے ہیں۔ حج کے بعد مولانا سے کام کس نے لیا۔ نصر اللہ پٹواری اور اس کے میواتی ساتھیوں نے موصوف کو گشت سکھایا۔ اور نماز کی دعوت سکھائی بانی جماعت نے نصر اللہ پٹواری کے کام میں ایک نمبر کا اضافہ کر دیا کہ کلمہ بھی سن لیا کریں یہاں سے گمراہی کی ابتداء ہوئی

(۵) ”وہیں مجھے یہ ڈر پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قدر بڑے مہمان کا استقبال اور اکرام اور تشریف اسکے مناسب نہ ہو کر موجب حرمان و بد نصیبی نہ ہو“ بحوالہ دینی دعوت صفحہ ۱۱۳

موصوف نے نصر اللہ پٹواری سے سیکھ کر ایک طریقہ لکھڑا اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ لگا دیا۔ کسی انسان کا خود ساختہ طریقے پر عمل نہ کرنا حرمان اور بد نصیبی کیسے ہو سکتی ہے یہ تو اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے۔

(۶) ”میں جناب محمد ﷺ کے روح پاک کو اپنی اس سیکم کے زندہ ہوئے بغیر بے چین پارہا ہوں اور اس وقت دنیا میں مذہب کی تازگی اور تمام دینا کی اسلامی مخلوق کی بلاؤں اور آفات کا ذبیحہ مجھے کھلی آنکھوں سے اپنی اس تحریک کی تازگی میں منحصر نظر آ رہا

ہے اور کچھ اللہ جل جلالہ عم نوالہ کی طرف سے اسکی نصرت اور تائید کی کھلی آیات نظر آرہی ہے اور امیدیں بہت اچھی کامیابی کی سرسبز یوں سے شاداب ہیں میں اس امر مبادرت و مسابقت کرنے والوں کیلئے خوش نصیبی اور سعادت کا بہت ہی بڑا حصہ نمایاں دیکھ رہا ہوں لیکن کھلی رغبت کے ساتھ مبادرت و مسابقت کرنے والے بہت ہی کم ہیں۔“ (دینی دعوت صفحہ ۲۳۸)

بانی جماعت تبلیغ کے نزدیک ہر درد کا علاج ہر مشکل کا حل اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہو مصائب و آفات سے بچاؤ غیر ضیکہ ہر چیز کا حل صرف اور صرف انکی تحریک میں منحصر ہے اس قسم کا دعویٰ بھی صرف اور صرف خالص مصل شخص ہی کر سکتا ہے۔

(۷) ”وہ یہ کہ حق تعالیٰ مسلمین اور مسلمین کے ذریعہ عامہ مخلوق کی طرف رحمت اور فضل و کرم کے ساتھ محض خالص اس طرز کے سرسبز ہونے ہی کے ساتھ متوجہ ہو سکتے ہیں ورنہ کمال قہر اور کمال لعنت اور نہایت غصب کے ساتھ اس وقت مخلوق کے ساتھ ارادہ کئے ہوئے ہیں اس قبر کی آگ کا پانی اس تحریک کے سوا ہرگز کچھ نہیں“

کتنا جاہلانہ اور کفر کی سرحد کو چھوتا ہے ہوا دعویٰ ہے اللہ تبارک جسکی شان ہے

یفعل ما یرید ان اللہ یفعل ما یرید کذلک اللہ یفعل

ما یشاء و یفعل اللہ ما یشاء

کتنی آیات کو فراموش کر کے کہتے محض خالص اس طرز کے سرسبز ہونے ہی کے ساتھ متوجہ ہو سکتے ہی کتنا محدود کر دیا اللہ تعالیٰ کی قدرت کو اور اپنا مقام کسی قدر علی و ارفع بنا لیا کہ مجھے معلوم ہے اب اللہ تعالیٰ کیا ارادہ کئے ہوئے ہیں غور کیجئے مقام معلیٰ کا۔

افسوس کا مقام کہ یہ تمام جاہلانہ نظریات اور گمراہ کن خیالات اکبارین علماء دیوبند کی

وقات کے بعد منظر عام پر آئے۔

فضول خرچ کرنے والے شیطان کی بھائی ہیں:-

قوم کی بد حالی ورمعاشی بربادی کے دیگر اسباب کے ساتھ ساتھ تبلیغی جماعت بھی بہت بڑا سبب ہے مولانا محمد الیاس اور انکے نامور فرزند مولانا محمد یوسف ان دونوں حضرات کو اسلامی معاشیات کا کوئی علم نہیں تھا اور نہ قرآن و حدیث پر ان حضرات کی گہری نظر تھی۔ اسلئے انکی تصنیفات، ملفوظات اور تقاریر میں کہیں بھی اس مسئلہ پر تفصیلات نہیں ملتی اور اب تو قیادت بھی ایسے بے بصیر لوگوں کے ہاتھ میں ہے جنکو کوئی قومی اجتماعی شعور ہی نہیں۔ مثلاً رائیوٹ کے سالانہ اجتماع پر لاکھوں افراد کو جمع کرنا اور کروڑوں روپے بے باد کرنا جو جماعت اپنے اختیام سفر پر صرف کارگزاری سنانے کیلئے پوری جماعت رائیوٹ کا سفر کرتی ہے یہ وقت بھی ضیاع اور مال و دولت کا بھی ضیاع ہے اصل تو یہ کوئی شرعی اصول نہیں بلکہ شریعت کے تو خلاف ہے اور یہ عقل کے بھی خلاف ہے ایک ایسا کام جو ایک فرد بخوبی سرانجام دے سکتا ہے اسکے لئے تمام جماعت سفر کرتی ہے۔

انجائی بدترین قسم کی بدعت:-

رائیوٹ کے سالانہ اجتماع کے اختتام پر آخری دعا میں شرکت کے لئے لاکھوں احمق رائیوٹ کا سفر کرتے ہیں رائیوٹ سے فاصلہ کے مطابق بیس پچیس گھنٹے پہلے سے مختلف گاؤں کی مساجد میں اعلان ہوتا ہے آخری دعا میں شرکت کے لئے فلاں جگہ جمع ہو جائیں فلاں آدمی نے ٹریکٹر اور ٹرالے کا انتظام کیا ہے یہ ایک مستقل بدعت بن گئی ہے ہمارے جامد قسم کے علماء عظام اور کچھ مفاد پرست علماء کرام اس بدعت پر خاموش ہیں۔ اور کچھ مالدار جو شاٹ کٹ روٹ کے متلاشی ہوتے ہیں وہ بیوقوف ہوئی جہاز پر قومی

دولت کو برباد کر کے ایک بدعت میں شریک ہوتے ہیں۔ پورے خیر القرون کے دور میں ایسا احمقانہ فعل کا ثبوت آپ کو نہیں ملے گا۔ کہ کچھ لوگوں نے بلا کسی مقصد کے صرف دعائیں شرکت کے لئے سفر کیا ہو۔

بہر حال یہ جماعت جہاں دشمنان اسلام کے لئے دانت یا غیر دانت آلہ کار کا کام کر کے قوم کے نوجوانوں سے جہاد کا جذبہ ختم کر رہی ہے۔ وہیں یہ معاشی بد حالی کے لئے بھی وسیع پیمانہ پر کام کر رہی ہے۔ بیروں ممالک میں ہزاروں افراد کو بلا کسی اہلیت کے بے زباں جانور کی طرح نمائش کے لئے لے جاتے ہیں۔ جہاں صرف ایک آدمی وہ کام کر سکتا ہے وہاں یہ جماعت آٹھ دس افراد کو بھیجتی ہے۔ جس کا شرعاً کوئی جواز نہیں یہ فعل فضول خرچی کے زمرے میں آتا ہے۔

تبلیغی جماعت کا اللہ تعالیٰ پر بہتان:-

اللہ تعالیٰ جل جلالہ پہلے انسان میں اہلیت اور صلاحیت پیدا کرتے ہیں اہلیت اور صلاحیت کے بعد کسی کام کرنے کا حکم نازل کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ الحکیم ہے اور حکیم کسی ایسا حکم نہیں دیدتے جس حکم پر عمل نہ کیا جاسکے۔

یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم القتال اس حکم پر یہ کہنا کہ پہلے ایمان بنایا جائیگا پھر قتال ہوگا یہ اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر اہلیت کے قتال کا حکم نازل کر دیا۔

چونکہ کعبے کے الہامی نبی سے گم تھلہ کے جزوی نبی تک

ایک فتویٰ ایک حقیقت

حضرت مولانا مفتی عبدالستین قدوائی صاحب دامت برکاتہم فاضل دارالعلوم دیوبند کے فتویٰ کے چند اقتباسات۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب من الصدق والصواب

۱:- شریعت مطہرہ دودھاری نکواری کی مانند ہے جو بھی اس کی زد میں آئے گا کھڑے کھڑے ہو جائے گا چاہے جس بھی مرتبے کا سمجھا جاتا ہے چاہے جتنی بڑی جماعت کیوں نہ ہو۔ دوسرے خصوصیت یہ ہے کہ شریعت کی نظر میں امیر غریب کا کوئی فرق نہیں قانون شریعت سب کے لئے ایک جیسا ہے۔ معجزات کے انکار کی بنا پر شبلی نعمانی اور حمید الدین فراہی پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادی نے حکیم الامت کو خط لکھ کر آپ نے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے حالانکہ یہ حضرات تہجد گزار ہیں تو حضرت حکیم الامت نے جواب میں تحریر فرمایا یہ سب اعمال اور احوال ہیں عقائد جدا گانہ چیز ہے صحت عقائد کے ساتھ فساد اعمال و احوال اور فساد عقائد کے ساتھ صحت اعمال و احوال جمع ہو سکتے ہیں عقائد و نجات ہیں اعمال و نجات نہیں ہیں۔ (فتاویٰ حکیم الامت)

۲:- تبلیغی جماعت کا آنا کاٹا پورے ہندوستان میں پھیلنا اس کی علامت ہے کہ انگریز حکومت نے اس گندم نما جو فروش جماعت کی اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کے لیے خوب سرپرستی کی اور اب تک قادیانیوں کے ذریعے مالی سرپرستی کی جارہی ہے اس جماعت کے اربوں ڈالر کے حساب سے اجتماعی خرچے کا کوئی حساب کتاب نہیں۔ تبلیغی جماعت کے اکابرین کا انگریز لعنت پر پدر فرنگ کے گیت گانا خان بہادر شید احمد دہلوی کے ذریعے رقوم کی ترسیل صدر جمہوریہ ڈاکٹر ڈاکٹر حسین کا لندن میں پہلا گشت پھر وین اکبری کی بنیاد ڈالنے کا اعلان علمائے دیوبند کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے غلطی کی یہ تمام باتیں اس جماعت کی کتب میں موجود ہیں۔ جس سے صاف پتہ چلتا ہے ہے کہ اس جماعت کا مقصد وہ نہیں جو یہ بتاتے ہیں در پردہ کچھ اور مقاصد ہیں دنیائے کفران کی

سرپرستی کر رہی ہے ہر جگہ ان کو یزہ ملتا ہے کفر ان سے خوش ہے یہی ان کے باطل ہونے دلیل ہے تبلیغی جماعت کے ابتدائی ایام میں ان کی تمام خباثتیں پوشیدہ رہیں۔ اگر کوئی بات طشت ازہام ہوئی بھی تو لوگ ان کی ظاہری تصویر دیکھ کر درگزر کرتے رہیں اس استثناء کے جواب لکھنے میں جن کتب کی عبارات کو خلاف شرع پایا گیا۔ ان کی تفصیل یہ ہے ۱:- مکتوبات ۲:- مکتوبات الشاہ محمد الیاس ۳:- چشمہ آفتاب ۴:- تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور ان کے جوابات ۵:- مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ۶:- فضائل اعمال ۷:- فضائل صدقات ۸:- فتاویٰ محمدیہ ۹:- مرقع یوسفی ۱۰:- تبلیغ کی ابتداء اور بنیادی اصول۔

سب سے پہلے اس بدعت ضالہ کے خلاف مولانا اعجاز علی صاحب نے دارالعلوم دیوبند سے آواز اٹھائی حضرت رائے پوری اور مولانا عاشق الہی میرٹھی نے کلمہ حق بلند کیا۔ مولانا عبدالسلام نوشہروی غلیفہ مجاز حضرت تھانویؒ نے ان کے خلاف کتاب لکھی جس کا نام مقدس شاہراہ تبلیغ ہے اور اس میں انہوں نے لکھا کہ رائے وڈ دنیا میں واحد روحانی ہسپتال ہے جہاں مریض مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔ جس نے ہلاک ہوتا ہے ان کے پاس چلا جائے علماء حق آگاہ ہوں ایک نئے فقہ اکبری سے واسطہ پڑ گیا اس فتنے کی سرکوبی کے لئے جو بھی کام کرے گا حضرت مجدد الف ثانیؒ کی طرح ثواب پائے گا۔ حضرت مولانا فہیم احمد صاحب قدوائی فاضل دارالعلوم دیوبند کا یہ فرمانا کہ تبلیغی جماعت نے جتنا دین کو نقصان پہنچایا ہے کسی اور جماعت نے نہیں پہنچایا نکل مبنی برحق اور بجا ہے۔

بقول مولانا ذکریا ہندوستان میں سب سے پہلے خلع بجنور کے علمائے حق نے اس تحریر فی جماعت کا تعاقب کیا پھر مولانا احتشام الحسن کا ندھلویؒ کی آنکھ اللہ تعالیٰ نے کھول دی انہیں چالیس سال اس جماعت کے ساتھ ضائع کرنے بعد جو کچھ نظر آیا انہوں نے کچھ یوں رقم فرمایا ہے اور اس جماعت کو درمیان چوراہے بنکا کر رکھ دیا ہے۔

قرآن وحدیث کے خلاف عمل کرنے والوں کا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟

۱:- نظام الدین کی موجودہ تبلیغ نہ تو قرآن کے مطابق ہے نہ حدیث کے مطابق اور سلف صالحین کے طریق کے مطابق نہ حضرت مجدد الف ثانیؒ اور نہ ہی حضرت شاہ صاحبؒ کے طریق کے

مطابق ہے

۲:- اس جماعت میں موجود علماء کہلانے والے اولئک کالانعام کے ذمہ داری ہے کہ وہ اس جماعت کو اولاً قرآن وحدیث کے مطابق بنائیں۔

۳:- آسمانی عذاب (سیلاب، زلزلہ وغیرہ) کے نزول کا واحد سبب یہ جماعت ہے کیونکہ ایک غلط چیز کو دین بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اسی لیے پاکستان میں سیلاب اور زلزلے زیادہ آتے ہیں۔ ۴:- ابتداء میں اس کام کی شرعی حیثیت بدعت حسنہ کی تھی اب یہ جماعت بدعت ضالہ بن چکی ہے (آج تک کوئی بھی نام نہاد تبلیغی ان چار باتوں کا جواب نہ دے سکا اور نہ ہی اپنی اصلاح کی طرف توجہ دی) ”بندگی کی صراط المستقیم“ صفحہ ۷۵، ۷۶

مسلمانوں میں فتنے کے داخلے کے لئے یہ سب سے بڑا دروازہ ہے جسے تبلیغی جماعت نے کارثواب سمجھ کر کھول دیا ہے اظہار یہ بات بہت خوشنما معلوم ہوتی ہے کہ سب کو تبلیغ کے کام لگ جانا چاہیے لیکن سنجیدگی کے ساتھ نتائج پر غور کیجئے تو یہ اقدام اتنا ہی خطرناک ہے جتنا خطرناک کسی انجان آدمی کو ذرا نیور کی جگہ بشادینا ہے کوئی بھی دین کے ساتھ یہ مذاق اسی حالت میں کر سکتا ہے جبکہ دین کی قدر و منزلت اس کے دل سے بالکل نکل جائے اور صرف اپنے لشکر کی تعداد بڑھانے کے لیے انجان آدمیوں کو وہ محاذ جنگ پر بھیج دے۔ نماز کی نغوت کا آزار۔

حضرت دیوبندیؒ نے بڑی جرات کے ساتھ تبلیغی جماعت والوں کی نماز کی نغوت کا جادو توڑا ہے نماز کی عظمت وارجمندی دونوں جہان میں مسلم ہے لیکن کسی نمازی کو عزازلی غرور میں بدست ہو کر پکٹنے کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی نماز کے نام پر تبلیغی جماعت کے لوگ مسلم معاشرے میں جہنم نئے فتنے اٹھا رہے ہیں حضرت دیوبندیؒ نے بڑے شائستہ پیرائے میں ان کی نشان دہی کی ہے موصوف کے الفاظ یہ ہیں۔ ”میرے دل میں ان مسلمانوں کی بڑی قدر ہے جو محض دینی جذبہ اور اخلاص سے دین سیکھنے کے لیے نکلتے اور نمازی بن کر لوٹتے ہیں لیکن اگر علماء مدارس و خانقاہ و دیگر وڈ شعبوں کی تخفیف (تحقیر کا جذبہ) ساتھ لے کر لوٹے تو میرے نزدیک ایسا تہجد گزار بھی بڑا مجرم ہو“

یہ بے نمازی کے مقابلے میں جو ان سب کی عزت و احترام کرتا ہے اور اس کو گناہ کا احساس اور اس پر ندامت ہے۔ "کیونکہ بے نمازی کی معصرت اس کی ذات تک ہے اور دوسرے کی معصرت متحدی ہے پوری نسل کو نقصان ہوگا۔" صفحہ ۵۴

عوام نے اب علماء کے بجائے ان جاہلوں کو اپنا مقتدا بنالیا ہے وعظ و نصیحت کے لئے جو شرائط ہیں ان میں سب سے بڑی شرط ناخ و منسوخ کا علم ہے (قرطبی) جو ان جاہلوں میں نادر ہے۔ میرزا الہی بخش غدار ملت جاسوس اور ستائس ہزار مسلمانوں کا قاتل تھا اس لغتی کے بارے میں تمام مورخین نے لکھا ہے۔ حضرت مدنی نے نقش حیات میں اس کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ غداروں کا سرغنہ تھا اس نے بادشاہ اور شہزادوں کو ہاپوں کے مقبرے سے گرفتار کر لیا۔ (نقش حیات صفحہ نمبر ۴۵۶ دارالاشاعت کراچی)۔

مولانا ندوی نے مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص ۴۵ پر لکھا ہے مولانا الیاس کے والد مولانا اسماعیل بہادر شاہ ظفر کے سمدھی مرزا الہی بخش کے بچوں کو پڑھاتے تھے تبلیغی کام اس کی بنائی ہوئی جنگلے والی مسجد سے شروع ہوا۔ اس کو اور اس کے بچوں کو انگریز حکومت کی طرف سے جو پشن ملتی تھی وہ ۲۲۸۳۰ روپے سالانہ بنتی ہے۔ آج کل کے حساب سے کروڑوں سے متجاوز ہے مزید تفصیلات کے لئے کی ۱۸۵۷ء جنگ آزادی کے موضوع پر لکھی گئی کتب کا مطالعہ فرمائیں

۳: مولانا یوسف لدھیانوی نے جو فتویٰ صادر فرمایا ہے بالکل مبنی برحق ہے۔ یہ فتویٰ ہر تبلیغی پر لاگو ہے لوگوں کو ان کے قریب جانے سے احتیاب کرنا لازم ہے ورنہ کفر یہ جملے کہلوا کر ایمان سے خارج کر دیں گے اور بیوی کو طلاق اولاد حرام ہوگی مولانا یوسف لدھیانوی صاحب نے ان کو تحریری طور پر آگاہ کیا تھا انہوں نے ان جہال کا بہت دفاع بھی کیا جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ جماعت تاریخ اسلام کا سب سے بڑا فراڈ ہے تب انہوں نے دسویں جلد میں ان پر گمراہی کا فتویٰ لگایا یہ فتویٰ گذشتہ حمایت سے رجوع تصور ہے حضرت مفتی رشید احمد اور حضرت تقی عثمانی مدظلہ نے ایک مشترکہ اصلاحی خط مورخہ ۲۲-۳-۱۴۱۲ھ بمطابق ۱۹۹۲ء رائے و نظ کے جہال کو لکھا۔ انہوں نے اس خط کو گوزشتہ کے برابر بھی نہ سمجھا اور ردی کی نوکری میں پھینک دیا۔ یہی برتاؤ مولانا یوسف لدھیانوی کے

فتوے کے ساتھ ہوا۔ آخر ان ایمان کے ڈاکوؤں کو کون لگام ڈالے گا اللہ کا دین بے یار و مددگار نہیں۔
۶: سڑ بہاولپوری بے لگام گھوڑے نے تو حد کر دی یہ قادیनों کا ایجنٹ ہے اس کی کفریات کی تو طویل داستان ہے بہر حال مفتی رشید احمد نے جو کفر کا فتویٰ لگایا تھا وہ ریکارڈ پر موجود ہے۔ ان کفریہ وجوہات سے علی الاعلان شرعی رجوع نہیں کیا گیا اس لیے اس سے تقرر کرنا اور سننا دونوں حرام ہیں۔

۷: فضائل اعمال یا تبلیغی نصاب کا جو طریقہ تعلیم رائج ہوا ہے یہ بدعت ضالہ ہے۔ غیر لازم کو لازم کرنا مطلق کو مقید کرنا، مستحب کو فرض کا درجہ دینا، اسی کا نام بدعت ضالہ ہے کسل بدعتہ ضالہ و کسل ضلالہ فی النار اس کتاب میں مولانا ذکر یا صاحب نے اپنے والد کو حضرت حسینؑ سے افضل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے علمائے دیوبند بھارت میں دین کے معاملے میں غدار ملت مرزا الہی بخش کے خاندان سے تعلق رکھنے والے علماء کا اعتبار نہیں کرتے۔ جہاں علماء دیوبند کو غدار ملت کا علم نہیں وہاں ان کو علماء دیوبند سمجھ کر ان کی کتب پڑھی جاتی ہیں۔ حالانکہ اس خاندان نے علماء دیوبند کو جو نقصان پہنچایا ہے وہ اظہر من الشمس ہے فضائل اعمال کو قرآن کے بدل کے طور پر متعارف کرایا جا رہا ہے۔

نبوت رونے یا عبادت سے نہیں ملتی بلکہ یہ مخائب اللہ عطا ہوتی ہے۔ اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی ظلی نبی، نہ کوئی بروزی نبی، نہ کوئی الہامی نبی، نہ کوئی جزوی نبی، جو شخص یا جماعت ایسا اعتقاد رکھے یا ایسے بندے کو گمراہ سمجھے دونوں صورتوں میں ایمان و اسلام سے خارج ہے وہ حضرات بیدار ہو جائیں اور توبہ کریں جو اس گمراہ جماعت کے قسیدے گا گا کر اپنا ایمان برباد کر رہے ہیں جس کے کوکھ سے کوئی الہامی نبی نکلتا ہے کوئی جزوی نبی اگر محمود گنگوہی نے ستمان علم نہ کیا ہوتا تو اس فتنے کا سد باب بہت پہلے ہو چکا ہوتا اب بھی پاکستان اور بنگلہ دیش کے بڑے بڑے دارالافتاء چند نکوں کے خاطر اس جدید قادیانیت کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ یہ فتویٰ فروش یا درکھیں تاریخ لکھی جا رہی ہے بعد میں آنے والے ان پر لعنت کریں گے۔ ایسے لعنتیوں کے لیے اللہ کی طرف سے سخت سزا مقرر ہے۔ عوام کو چاہیے اس قسم کے دین فروش

مفتیوں اور علماء کا بائیکاٹ کریں یہ لوگ اجماع کا رٹ لگاتے ہیں حالانکہ یہ علمائے حق کا اجماع نہیں یہ گونگے شیطانوں کا اجماع ہے علمائے کرام اور اہل عقل و دانش عوام کا فریضہ ہے کہ عوام کو ان کے جہال کے جال میں پھنسنے سے منع کریں۔ اگر پھر بھی لوگ نہیں مانتے اور اس جدید قادیانیت کو نہیں چھوڑتے تو ان سے مکمل بائیکاٹ کیا جائے ان کی خوشی غمی میں شریک نہ ہو جائے ان کے جنازے میں شرکت نہ کی جائے۔ ان سے مناکحت نہ کی جائے ان کی اقتدار میں جماعت نہ پڑھی جائے اگر غلطی سے پڑھ گئی تو لوٹا دی جائے یہ سب معلوم ہونے کے بعد پھر بھی کوئی ایسی کسی جہالت کے راستے پر چلا ہے تو قیامت کے دن خود جواب دے گا جو لوگ اس غیر شرعی جماعت کی وجہ سے دین کی طرف متوجہ ہوئے ان کی مثال اس نومولود بچے کی سی ہے جو غیر شرعی طریق سے یعنی بے نکاح والدین کے ذریعے دنیا میں آیا ایسے بچے خود قصور وار نہیں ہوتے بلکہ ان کے والدین قصور وار ہوتے ہیں۔

ایسے بچوں کی شرعی حیثیت کے بارے میں فقہائے کرام کی تصریحات موجود ہیں۔ جو فقہی مدد کے قفسے سنائے جاتے ہیں وہ تمام استدراج ہیں جس مفتی نے بیانات، دینی دعوت، ملفوظات اور مکتوبات، مرقع یوسفی، چشم آفتاب، دعوت، دعوت و تبلیغ کا مدنی نقش، انچاس کروڑ کا خود ساختہ ثواب، بندی کی صراط مستقیم، علماء کی بددعا، جماعت اہلس بزرگوں کی شکل میں ہکمدہ المہادی، انکشاف حقیقت، اہلس کے قلی، دین کے داعی یا دین کے دشمن، شاہراہ تبلیغی خرافات تبلیغ دجالی فتنہ سے بچاؤ تبلیغی جماعت اور قرآن علماء و پو بند اور تبلیغی جماعت، کیا تبلیغی جماعت نفع نبوت پر کام کر رہی ہے، جدید قادیانیت، گشتی بدعت، تبلیغی جماعت قادیانیوں کے راستے پر وغیرہ کا بغور مطالعہ نہ کیا ہو اس مفتی کا ان تحریکیوں کے بارے میں فتویٰ دینا جائز نہیں۔ سب کچھ جانتے ہو جھٹتے بڑے بڑے مدارس کے علماء صرف اس وجہ سے خاموش ہیں کہ چندے اور قربانی کی کھالیں بند نہ ہو جائیں ان سب سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی رو سے سوچ لیں دنیا کی پشت پر تھوڑا عرصہ رہنا ہے قبر میں ہزاروں لاکھوں سال سے بھی زیادہ کسی عالم دین یا مفتی سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے (اور وہ کسی دنیاوی لالچ یا خوف یا ملامت کی وجہ سے) وہ مسئلہ چھپائے تو قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام پہنائی جائے گی او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام سید الکونین ﷺ کے دین کو تختہ مشق بننے آپ

دیکھتے رہیں آپ خاموش تماشا بنے رہیں، آپ کے لئے بہتر ہے تو بہ کر لیں اور ان کا راستہ روکیں ورنہ خاموش تماشا بننے والے نئی اسرائیلیوں کے انجام کے لئے تیار ہو جائیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مفتی عبدالستین قدوائی جامعہ قاسمیہ، سورت گڑھ راجھستان، بھارت۔

مخلصانہ اپیل:- (۱)

اڑ کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندہ آزاد
تمام دنیا کے مسلم رہنماؤں اور علماء کرام سے مخلصانہ پرزور اپیل ہے کہ وہ سورہ نساء آیت نمبر ۹ اور سورہ توبہ آیت نمبر ۲۳ کی مذکورہ بالا آیتوں کو یہ غور ملاحظہ کریں اور ترجمہ قرآن مجید شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن کے حاشیہ ص ۲۳۶ کی مذکورہ بالا عبارت کو بار بار پڑھیں۔ اور فیصلہ کریں کہ دین کے ایک ایسے اہم بنیادی فریضے کی طرف سے غفلت و کوتاہی کے مرتکب ہو کر اور صرف توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج ہی کے احکام پر عمل کی تبلیغ کر کے روئے زمین کا کیا کوئی بھی مسلمان اس وعید و گرفت سے بچ سکے گا جو مذکورہ بالا آیتوں اور حدیث مبارک میں بیان کی گئی ہے۔

(۱) تعلیمی چہل احدیث۔۔۔ مولانا محمد وحید الدین قاسمی

حاصل کلام:-

بہتر نظام الدین اور راسخونہ والی تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت؟

(۱)..... اس تبلیغی جماعت کا طریق کار بدعت ضالہ ہے

(۲)..... منہاج النبوت کے خلاف ہے

(۳)..... صحابہ کرام کے طرز عمل کے مطابق نہیں۔

(۴).....ائمہ مجتہدین اور محدثین سے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ کسی فقہ کی کتاب اور حدیث کی کتاب میں دعوت و تبلیغ کے عنوان سے کوئی باب نہیں ہے

(۵)..... یہ جماعت جذبہ جہاد کو ختم کرنے کیلئے وجود میں آئی ہے۔ بانی جماعت مولانا الیاس کے نزدیک اصلی جہاد یہی ہے اور بعض حیثیات سے قتال فی سبیل اللہ سے بھی اعلیٰ ہے۔

(۶)..... امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تارک ہیں اور بقول امیر جماعت مولانا انعام الحسن ہم اس کے مکلف نہیں ہیں۔

(۷)..... یہ جماعت درس قرآن کی مخالف ہے اس جماعت کے کسی مرکز میں درس قرآن کا کوئی انتظام نہیں ہے۔

(۸)..... منکرات سے چشم پوشی کرنا جماعت کا اصول ہے۔

(۹)..... کم فہم اور بے روزگار نئے فارغ التحصیل علماء کرام کو پھانس کر اور انکی ذہنی تطہیر کر کے اپنا آلہ کار بنا رہی ہے۔

(۱۰)..... بعض مدارس کے مہتمم حضرات عدم واقفیت اور جماعت کے متعلق حسن ظن کی وجہ سے طلباء اور نئے فارغ شدہ علماء کرام کو اس بدعتی عمل کی ترفیب دیتے ہیں۔ جو ایک الیہ سے کم نہیں۔

(۱۱)..... سادہ لوح نوجوانوں کو دین کے نام پر عضو معطل بنا کر امت کے اجتماعی مل سے الگ کر رہی ہے۔

(۱۲)..... اس جماعت کے ساتھ وقت لگانے والے اور جماعت کے طریق کار کو ضروری سمجھنے والے ائمہ کی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی ہے۔ وہ نماز واجب الاعادہ ہے (بدعتی کی اقتداء میں نماز واجب الاعادہ ہے۔)

(۱۳)..... تبلیغ ایک انفرادی عمل ہے اور جہاد جماعتی عمل ہے۔ انفرادی فریضہ کو جماعت کی صورت میں ادا کرنا اور اسی میں اس کو منحصر کرنا شرعی امور میں تجاوز ہے جو کہ بدعت کے زمرہ میں شامل ہے۔

(۱۴)..... تبلیغ کے لئے سفر کرنا غیر ضروری اور تا اہل کا سفر کا ناجائز ہی نہیں۔ ایک غیر ضروری اور ناجائز امر کو ہجرت اور ہر فرد کے لئے وقت لگانا ضروری قرار دینے کی وجہ سے یہ عمل بدعت ضالہ اور شریعت سازی ہے۔ یہ تینوں بدعات اس جماعت میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

عمیان راجہ بیان

(۱۵)..... شیخ الحدیث مولانا زکریا کی کتاب ”تبلیغی جماعت پر عمومی اعتراضات اور ان کے جوابات“ اس جماعت کے ناجائز ہونے کا ایک اہل اور قطعی ثبوت ہے۔ کیونکہ علماء حق کبھی بھی جائز امور پر

اعتراضات نہیں کرتے ہیں۔ ایک ہزار سے زائد خطوط کا شیخ صاحب نے اقرار کیا ہے۔ ظاہر بات ہے اتنے کثیر علماء کرام ایک جائز اور ضروری امر کی کیسے مخالفت کر سکتے ہیں۔

دوسرے مولانا زکریا صاحب نے یہ چالاکی کی کہ اعتراضات نقل نہیں کئے صرف جواب دیا ہے اور جوابات بھی غلط سلسلہ ہیں۔

(۱۶)..... جو شخص چاہے عالم ہو یا عام آدمی اس جماعت میں شامل ہو گیا وہ امت سے کٹ گیا۔ وہ اجتماعی، معاشرتی، سیاسی کسی عمل میں شریک نہیں ہوتا ہے۔ اس گمراہ جماعت نے لاکھوں افراد، لاکھوں نوجوانوں کو دین سے برگشتہ کر کے ان کو عضو معطل اور جسد مفلوج بنا دیا ہے۔

حضور اکرام ﷺ کے دعوت و تبلیغ کا طریقہ:-

حضرت حسان بن ثابتؓ نے ایک رباعی میں بیان کر دیا ہے

دعا المصطفى دهر ابكـة لم يجب
وقد لان منه جانب وخطاب
فلما دعا والسيف صلت بكفه
لله اسلموا واستسلموا وانابوا
ایک دوسرے شاعر نے اس حقیقت کا اظہار یوں کیا ہے۔۔۔۔

الوعظ يتقع لو بالعلم والحكم
والسيف ابلغ وعاظ على العمم

ابو الفضل عبدالرحمن

فاضل دارالعلوم کراچی